بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشادِ رحمانی و فضلِ یزدانی

ملفوظات

اویس زمانہ حضرت شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

سنی لٹریری سوسائٹی

۴۹ - ریلوے روڈ، لاہور

ذخیرۂ پروفیسر محمد اقبال مجددی

جو 2014ء میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو

ہدیہ کیا گیا۔

Marfat.com

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

ارشاد رحمانی و فضل یزدانی

ذخیرہ محمد

در مطبع فیض منبع شاهجهانی مطبوع طبع جهانیان شد

Marfat.com

بفیضان نظر! مجدد عصر حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مدظلہ' العالی

بیاد گار! پیر طریقت حضرت صوفی کندل خان صاحب نقشبندی علیہ الرحمہ

137130

بانی و نگران! مولانا محمد شہزاد مجددی' سیفی

سلسلہ دستک نمبر ۲۳

نام کتاب ---------------- ارشاد رحمانی و فضل یزدانی

مصنف ---------------- مولانا محمد علی مونگیری علیہ الرحمہ

صفحات ---------------- ۸۰

تعداد ---------------- ایک ہزار

تاریخ اشاعت ---------------- ستمبر ۱۹۹۶ء جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

ناشر ---------------- سنی لٹریری سوسائٹی۔ ۴۹ ریلوے روڈ۔ لاہور

شائقین ۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں

تعداد ---------- ایک ہزار

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد فاروق مجددی ذخیرہ

مقدمہ و تعارف

مولانا محمد شہزاد صاحب مجددی (بانی سنی لٹریری سوسائٹی)

برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا فیضان حضرت رضی الدین خواجہ باقی باللہ بخاری، دہلوی قدس سرہ (م ۱۰۱۲ھ) کے ذریعہ پہنچا اور اس فیضان کو چار دانگ عالم تک پہنچانے کا سہرا حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی، الشیخ احمد سرہندی فاروقی (م ۱۰۳۴ھ) کے سراقدس پر ہے۔

پیش نظر ملفوظات "ارشاد رحمانی و فضل یزدانی" سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم شیخ طریقت، فاضل اجل، اویس زمانہ حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی علم و عرفان سے بھرپور نشستوں کی منظر کشی اور خلاصہ ہیں۔ جنہیں حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری (بانی ندوۃ العلماء) نے اپنے پیرو مرشد سے اظہار عقیدت کے لیے ۱۳۰۶ھ میں مرتب کیا۔ جامع ملفوظات ابتدا میں سلسلہ قادریہ کے ایک بزرگ حضرت مولانا شاہ کرامت علی قدس سرہ کے مرید تھے۔ شاہ کرامت علی رحمۃ اللہ علیہ ملک ایران کے رہنے والے تھے لیکن کم عمری میں ہندوستان تشریف لے آئے اور یہاں آکر دہلی میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ سے علمی استفادہ کیا۔ ان کا انتقال "کالپی" میں ہوا جہاں وہ آرام فرما ہیں۔

مرشد اول کی وفات کے بعد مولانا مونگیری نے حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ مولانا محمد علی مونگیری علیہ الرحمہ کے نام اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا قادری، برکاتی قدس سرہ کا ایک اہم اور تاریخی مکتوب،

Marfat.com

مکتوبات امام احمد رضا میں شامل ہے۔ اس مکتوب میں اعلیٰ حضرت نے مکتوب الیہ کو ان الفاظ سے مخاطب کیا ہے:

"بالفعل آپ جیسے صوفی صافی منش کو حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک ارشاد یاد دلاتا ہوں اور اس سے عین ہدایت کے امتثال کی امید رکھتا ہوں... (الخ)"

مولانا محمد علی مدرسہ فیض عام میں تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔ وہاں ہی انہیں حضرت مولانا وصی احمد سورتی کے ساتھ شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا۔

تعارف صاحب ملفوظات

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی قدس سرہ (۱۲۰۸ تا ۱۳۰۳ھ) ۱۲۰۸ھ میں قصبہ ملاواں ضلع --- اوناؤ انڈیا میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام شاہ اہل اللہ تھا۔ نسب نامہ اس طرح ہے مولانا فضل رحمٰن بن شاہ اہل اللہ بن محمد فیاض بن برکت اللہ بن صوفی عبد القادر بن مولانا سعد اللہ بن نور محمد بن عبد اللطیف بن عبد الرحیم ابن شاہ محمد مصباح العاشقین صدیقی ملانوی ثم مراد آبادی۔ آپ کے والد محترم حضرت شاہ اہل اللہ اس دور کے مشہور بزرگ حضرت مولانا سید عبد الرحمٰن لکھنوی قدس سرہ کے مرید تھے۔ حضرت کا تاریخی نام "فضل رحمٰن" مولانا لکھنوی ہی نے رکھا تھا جس سے آپ کی تاریخ ولادت ۱۲۰۸ھ نکلتی ہے۔

آپ کے اجداد میں شیخ شہاب الدین زاہد آٹھویں صدی ہجری کی ابتداء میں ہندوستان تشریف لائے اور بہار میں سکونت اختیار کی۔ حضرت شاہ فضل رحمٰن علیہ الرحمہ نے ابتدائی کتب مولانا نور الحق بن مولانا انوار الحق فرنگی محلی سے پڑھنے کے بعد مولانا حسن علی لکھنوی کی معیت میں دہلی کا سفر کیا اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث قدس سرہ کے درس میں شریک ہو کر بخاری شریف کی سماعت کی اور حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی کی وفات (۱۲۳۹ھ) کے بعد شاہ

اسحق قدس سرہ سے سند حدیث حاصل کی۔ دوران طالب علمی آپ دہلی میں تصحیح کتابت (پروف ریڈنگ) کا کام اجرت پر کرتے اور کسی کا دست نگر ہونا پسند نہیں فرماتے تھے۔ جس وقت آپ پہلی مرتبہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کی عمر سترہ اٹھارہ سال تھی۔ آپ نے شاہ صاحب سے حدیث مسلسل بالاولیۃ کی سند بھی حاصل کی تھی۔ شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے چار مہینے ٹھہرنے کو فرمایا تھا مگر آپ نے معذرت فرمائی کہ مجھے والدہ صاحبہ کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت شاہ فضل رحمٰن بچپن ہی سے غیر معمولی ذوق و وجدان کے مالک تھے۔ آپ کا قلب اس قدر صاف تھا کہ لڑکپن میں ہی خواب میں آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے تھے۔ گیارہ بارہ سال کی عمر میں والد رحمتہ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا جس کے سبب غربت اور تنگدستی کا شکار ہونا پڑا۔

جب آپ بڑے ہوئے آپ کی شادی ہوئی' دو بیٹے ہوئے۔ جناب میاں عبدالرحیم و جناب میاں عبدالرحمٰن صاحب مرحوم جن کی اولاد ملاواں میں اب تک مقیم ہے' اس وقت آپ پر غلبہ شریعت بہت تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے شیعوں کے تعزیے میں آگ لگادی۔ نواب آف لکھنؤ یہ خبر سن کر آپ کو تکلیف دینے پر آمادہ ہوئے۔ چودھریان سندیلہ نے آپ کو بچالیا اور بڑی معاونت کی۔ کچھ عرصہ بعد آپ کی زوجہ محترمہ کا انتقال ہوگیا اور اہل بستی نے آپ کے ساتھ کچھ روا نئی ناروا اور تکلیف دہ رویہ اختیار کرلیا۔

ملاواں کے لوگوں کی اس غلط روش پر آپ ملاواں چھوڑ کر "گنج مراد آباد" تشریف لے آئے اور عقد نو کا عزم ہوا۔ گنج مراد آباد صوبہ یو۔ پی کے ضلع اناؤ میں ایک قصبے کا نام ہے۔ تذکرہ محدث وصی احمد سورتی میں خواجہ رضی حیدر مولانا حکیم قاری احمد کی قلمی یادداشتوں کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"گنج مراد آباد وہ قصبہ ہے جس کو اس علاقہ کے حاکم مراد شیر خان نے آباد کیا تھا۔ اس لیے مراد آباد نام ہوا۔ گنج کا نام یوں لاحق ہوگیا کہ چند میل کے فاصلہ پر گنج نامی ایک گاؤں آباد تھا۔ دوسرے یہ کہ سنبھل مراد آباد اور گنج مراد آباد میں امتیاز

Marfat.com

پیدا ہو جائے۔ یہ قصبہ اوناؤ کے ضلع میں اوناؤ اسٹیشن سے تقریباً اٹھارہ میل دور تھا۔ اوناؤ سے لوگ تانگہ یا بیل گاڑی وغیرہ میں بیٹھ کر صفی پور اور بانگڑ میئو سے ہوتے ہوئے گنج مراد آباد پہنچتے تھے۔ اوناؤ صوبہ یو۔پی کا ضلع ہے جو کانپور اور لکھنؤ کے درمیان آئی۔ آئی آر ریلوے پر واقع ہے۔

شاہ فضل رحمٰن جب ملاواں کی سکونت ترک کر کے گنج مراد آباد میں قیام فرما ہوئے تو اس قصبہ کی شہرت عام ہوئی۔ ۱۹۳۰ء میں کانپور سے گنج مراد آباد کے لیے ریلوے لائن بچھائی گئی اور باقاعدہ ریلوے اسٹیشن قائم کیا گیا"۔

(تذکرہ محدث وصی احمد سورتی' حاشیہ 'ص ۵۲)

حضرت شاہ فضل رحمٰن قدس سرہ کی دوسری شادی مراد آباد کی ایک رئیسہ سے طے ہوئی جس کی راہ میں بعض دنیادار آڑے آئے۔ البتہ آپ کی زوجہ محترمہ کے چچا جو آپ کے ارادت مندوں میں سے تھے' معاون و موید ثابت ہوئے۔ آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ کو بھی اپنے روحانی رنگ میں رنگ لیا اور وہ ذکر و فکر میں مشغول رہنے لگیں۔

مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کے پیرو مرشد

حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی نے منازل سلوک طے کرنے کے لیے سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی قدس سرہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔

حضرت اویس زمانہ شاہ فضل رحمٰن علیہ الرحمۃ السبحان نے ایک روز مولانا محمد علی صاحب مونگیری (مرتب ملفوظات) سے فرمایا: "تم نے کوئی عشق کی دکان بھی دیکھی ہے؟" مولانا محمد علی خاموش رہے تو آپ نے فرمایا "ہم نے دو دکانیں دیکھی ہیں۔ ایک شاہ غلام علی صاحب دہلوی (قدس سرہ) کی اور دوسری حضرت شاہ آفاق رحمتہ اللہ علیہ کی' کہ اس دکان میں عشق کا سودا بکا کرتا تھا"۔

Marfat.com

نواب زادہ نور الحسن خان مرحوم (یہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے بیٹے تھے) ''نور احمدی'' میں لکھتے ہیں ''ہمارے حضرت نے حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بھی دیکھا ہے اور شاہ احمد سعید صاحب اور آپ مولانا محمد اسحق صاحب کے درس حدیث میں ہم سبق تھے۔ شاہ احمد سعید مجددی صاحب کے بھائی شاہ عبدالغنی مجددی حضرت شاہ محمد آفاق کے داماد تھے۔ شاہ محمد آفاق علیہ الرحمہ ہمارے حضرت کے پیچھے اقتداء فرمایا کرتے تھے۔

رئیس وہابیہ نواب صدیق حسن خاں کے دونوں بیٹے رضی الدولہ نواب سید نور الحسن خاں اور نواب علی حسن خاں رئیس بھوپال کے فرزند تھے۔ عقیدے کی کجی کے باوجود نواب صدیق حسن خان بھوپال کو بھی حضرت کے ساتھ رشتہ ارادت تھا اور ایک صدری روایت کے مطابق والی بھوپال شاہ جہاں بیگم کے ساتھ ان کا نکاح حضرت شاہ فضل رحمٰن ہی کے التفات کا ثمرہ تھا کیونکہ یہ خاتون بھی حضرت کے ساتھ نہایت ارادت و عقیدت رکھتی تھیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث شاہ محمد آفاق مجددی اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرھم ہمعصر بزرگ تھے۔ شاہ غلام دہلوی قدس سرہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ کے خلیفہ خاص، انتہائی صاحب کمال مرشد طریقت اور تیرھویں صدی ہجری کے مجدد ہیں۔ آپ کی تاریخ ولادت ۱۱۵۸ھ اور تاریخ وفات ۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ ہے۔ گویا کہ بارھویں صدی میں پیدا ہوئے اور تیرھویں صدی میں واصل بحق ہوئے۔

حضرت شاہ فضل رحمٰن کے پیرو مرشد حضرت شاہ محمد آفاق حضرت مجدد الف ثانی کے بڑے صاجزادے حضرت شیخ محمد سعید سرہندی خازن الرحمتہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے والد ماجد احسان اللہ خاں صاحب، نواب اظہر الدین خان صاحب کے فرزند ارجمند ہیں جو مغل شہنشاہ اورنگزیب (علیہ الرحمہ) کے زمانہ اقتدار میں منصب دار شاہی اور خطاب خانی و نوابی سے سرفراز تھے۔ وہ فرزند حضرت شیخ محمد تقی علیہ الرحمتہ فرزند حضرت شیخ عبدالاحد شاہ عالم المتخلص ''بوحدت'' فرزند حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمہ کے تھے۔

از روئے خلافت و ارادت آپ کا سلسلہ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ سے ملتا ہے۔ شجرۂ طریقت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی تک اس طرح ہے:

Marfat.com

۱- شاہ محمد آفاق قدس سرہ۔

۲- حضرت خواجہ ضیاء اللہ قدس سرہ۔

۳- حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ۔

۴- حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی المعروف بہ حجتہ اللہ قدس سرہ۔

۵- حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم قدس سرہ۔

۶- حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی' مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔

حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی علیہ الرحمہ ۱۱۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے آبائی سلسلہ طریقت میں مرید و خلیفہ ہو کر فیضان روحانیت طالبان خدا کے سینوں میں منتقل فرماتے رہے۔

حضرت شاہ فضل رحمٰن فرماتے ہیں:

"ہمارے حضرت ہر روز دس ہزار مرتبہ درود شریف اور پچاس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھتے تھے اور دس پارے قرآن مجید تہجد میں پڑھنے کا معمول تھا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا۔ دس پارے اتنی دیر میں ہو جاتے تھے کہ انجان سمجھے ایک پارہ پڑھا ہو گا اور پانچوں وقت صلوۃ التسبیح پڑھتے تھے۔ آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی اور شہرہ آفاق شخصیت کے مالک ہوئے۔ زمان شاہ' شاہ افغانستان آپ کے مرید ہوئے۔ ۷ محرم بروز چہار شنبہ وفات پائی اور پنجشنبہ کو مغلپورہ دہلی عقب مسجد شریف مدفون ہوئے۔ قطعہ تاریخ درج ذیل ہے:

چوں جناب شاہ آفاق ازجہاں کرد حلت سوئے جنات نعیم
گفت سال رحلتش خیر حزیں خلد راماوائے اوکن اے کریم!

۱۲ ھ ۵۱

حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کے والد کے پیرو مرشد خواجہ عبدالرحمٰن لکھنوی نے چھ سال کی عمر میں آپ کو دیکھ کر کہا تھا:

"یہ لڑکا ہندوستان کا قطب ہو گا"

آخر قطب زمان و مرشد دوراں حضرت شاہ فضل رحمٰن کو رب تعالیٰ نے اپنی قربت و

Marfat.com

عنایت خاص کے لیے منتخب فرمالیا۔

شاہ فضل رحمٰن اپنے مرشد کے محبوب ترین مرید تھے۔ جب دیگر برادران طریقت آپ پر مرشد کی خاص نظر عنایت دیکھتے تو عرض گزار ہوتے کہ ہم پہلے سے مرید ہیں لیکن ہم پر وہ نظر عنایت نہیں جو مولانا فضل رحمٰن پر ہے۔ تو شاہ آفاق جواب دیتے کہ "تم کو میں چاہتا ہوں کہ کچھ ہو جاؤ اور ان کو خود حق تعالیٰ چاہتا ہے"۔ اسی مقام محبوبیت کے باعث حضرت شاہ فضل رحمٰن کو مقبولیت عامہ و تامہ حاصل ہوئی اور ہندوستان کے بڑے بڑے جید علماء و محدثین نے آپ سے رشتہ ارادت وبیعت استوار کرنے کو سعادت سمجھا۔

حضرت مولانا فضل رحمٰن اتباع سنت و شریعت کا چلتا پھرتا نمونہ تھے اور اکثر غیر مسنون وظائف پر احادیث میں ملنے والے اوراد کو ترجیح دیتے تھے۔ یہاں تک کہ تعلیم و تدریس کے معاملے میں بھی معقولات پر منقولات کو فوقیت دیا کرتے تھے۔ علم حدیث پر مہارت تامہ حاصل تھی۔

ایک دفعہ مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ بخاری شریف اپنے قلم سے لکھ کر بہت عمدہ خوشخط ایک جلد آپ کے لیے تحفہ لائے۔ چونکہ آپ کی عادت شریف تھی کہ جو کتاب مطبع سے لوگ نذر لاتے تھے اس کے آپ چند ورق ادھرادھرالٹ کر غلطی لگا دیتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے پہلے ہی یہ کتاب پڑھ چکے ہوں۔ غرض اس بخاری شریف میں کئی جگہ ورق الٹ کر فرمایا یہ غلطی ہے' وہ غلطی ہے۔ نشان لگا دیئے۔ حضرت سہارنپوری بہت متعجب ہوئے کہ میں آٹھ برس سے اس کتاب کو درست کر رہا ہوں' غلطیاں نظر نہیں آتی تھیں۔ آخر پھر غور کر کے کئی اوراق کا غلط نامہ بخاری شریف میں چھاپ کر لگایا گیا۔ مولوی تجمل حسین صاحب لکھتے ہیں میں نے عرض کیا حضور نے کون سا عمل عمدہ فرمایا ہے کہ اس درجہ کو پہنچے۔ ارشاد ہوا "سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے سے" فرمایا کہ اتباع سنت ہی غوثیت اور قطبیت ہے۔

فرمایا درود بکثرت پڑھو' جو کچھ ہم نے پایا درود سے پایا۔

آپ نے فرمایا کہ اتباع سنت یہی ہے کہ جیسا آنحضرت ﷺ نے کیا ہے' اس طرح

کرے۔ گھٹائے بڑھائے نہیں اور یہ شعر پڑھا ۔

گرد نعل اسپ سلطان شریعت سرمہ کن
تاشود نور الٰہی بادو چشمت مقترن

شاہ فضل رحمٰن عشق رسول ﷺ میں بھی خاص کیفیت کے حامل بزرگ تھے۔ ذکر حبیب میں یہ مصرعہ پڑھا کرتے تھے:

''جن گلیاں محمد چلیں وہ گلیاں میں پلکیں بھوروں''

سورۃ مزمل کو تصوف کی تعلیمات کا منبع و محور سمجھتے تھے۔ فرماتے تھے میرا تصوف یہی ہے اور سورہ مزمل کی پہلی آیت پڑھ کر ترجمہ فرمایا۔ کسی نے میلاد شریف کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ ''ہم تو ہر وقت میلاد مناتے رہتے ہیں لیکن خلاف شرع حرکات و سکنات کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ پھر فرمایا اچھا خاص حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد کا تذکرہ ہی میلاد ہے تو ہم میلاد پڑھے دیتے ہیں اور یہ شعر پڑھا:

تر ہوئی باران سے سوکھی زمیں
یعنی آئے رحمتہ للعالمیں

آپ کا شعری ذوق بہت بلند تھا اور اکثر جھوم جھوم کر عشقیہ و عارفانہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ جذب و حال کی کیفیات بھی طاری ہوا کرتی تھیں۔ بعض اوقات مریدین بھی وجد میں آ جایا کرتے تھے۔ کیفیات گریہ اکثر دیکھنے میں آتی تھیں۔ مولانا محمد علی صاحب لکھتے ہیں:

ایک بار مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم کیا پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ''قاضی مبارک'' ارشاد ہوا ''استغفراللہ۔ نعوذ باللہ'' قاضی مبارک پڑھتے ہو۔ اس سے حاصل ؟ ہم نے فرض کیا کہ تم منطق پڑھ کر قاضی مبارک کے مثل ہو گئے پھر کیا؟ قاضی مبارک کی قبر پر جا کر دیکھو کہ کیا حال ہے اور ایک کم علم کی قبر پر جاؤ جس کو خدا سے نسبت تھی۔ اس پر کیسے انوار و برکات ہیں''۔

حضرت شاہ فضل الرحمٰن مجاہدے اور ریاضت سے حد درجہ شغف رکھتے تھے۔ جہاد آزادی ۱۸۵۷ء کے وقت آپ کی عمر ۶۰ سال تھی۔ مولانا مناظر احسن گیلانی سوانح قاسمی میں

Marfat.com

مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انگریزوں سے جہاد کرنے والوں میں شاہ صاحب بھی شامل تھے مگر ایک دن لڑائی سے ہاتھ روک لیا اور مجاہدین کے سپہ سالار سے فرمایا کہ "لڑنے سے کیا حاصل ہوگا میں تو خضر کو انگریزوں کی صف میں دیکھ رہا ہوں" (سوانح قاسمی، مطبوعہ دیوبند، بحوالہ تذکرہ محدث وصی احمد سورتی)

مولانا ابو الحسن علی ندوی اپنے والد مولانا عبد الحئی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ "اگر میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑا ہو کر قسم کھاؤں کہ میں نے دین میں ان سے بڑھ کر کریم ' درہم و دینار سے بے تعلق، کتاب و سنت کا پیرو نہیں دیکھا تو میں حانث نہیں ہوں گا"۔ اسی کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا ان سے بڑا عالم نہیں پایا۔ آپ کا حلیہ و معمول اس طرح سے تھا: متوسط درمیانہ قد' داڑھی چھوڑ دی گئی تھی لیکن زیادہ لمبی نہ تھی۔ مسجد میں نماز پڑھاتے اور اس کے ایک حجرے میں قیام فرماتے۔ اپنے ساتھیوں اور رفقاء و خدام کے کاموں میں حصہ لیتے اور ان کا ہاتھ بٹاتے۔ آپ کا لباس عام آدمیوں کا سا ہوتا۔ ظہر سے پیشتر اور ظہر کے بعد اور اکثر عصر کے بعد بھی قرآن حکیم اور حدیث شریف کا درس دیتے۔ آپ خود ہی حدیث کی قرات فرماتے تھے اور احادیث پر تقریر فرماتے تھے۔ جہاں تک آپ کے کشف و کرامات کا تعلق ہے وہ حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں اور اس بارے میں اولیاء مقتدمین میں بھی حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ اور کوئی نظیر نہیں ملتی...... (تذکرہ شاہ فضل رحمٰن.... ص ۱۵)

معاصر علماء کی نیاز مندی

حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی قدس سرہ کی شخصیت مرجع علماء و فضلاء تھی۔ گنج مراد آباد کے علاوہ لکھنؤ' کانپور' سورت' دیوبند' بھوپال' بدایوں' دکن اور بریلی تک کے علماء آپ کی زیارت کو سرمایہ حیات تصور کرتے تھے۔ آپ چونکہ خود ایک متبحر اور جامع عالم تھے اس لیے بیشتر علماء آپ کی خدمت میں برائے اجازت حدیث بھی حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ کو اپنے

Marfat.com

پیر و مرشد حضرت شاہ آفاق سے حدیث کی مشہور کتاب "حصن حصین" کی اجازت بھی حاصل تھی۔ چنانچہ آپ نے اپنے بیشتر فیض یافتگان کو اس کی اجازت سے نوازا اور غیر مسنون اوراد و وظائف کی بجائے مسنون وظائف کا رجحان پیدا کیا۔

حضرت شاہ مانا میاں قادری چشتی پیلی بھیتی (نبیرۂ محدث سورتی نے) اپنی کتاب سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی میں لکھا ہے کہ "اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ ۱۳۱۱ھ میں پہلی مرتبہ حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کی زیارت کے لیے گنج مراد آباد تشریف لے گئے تھے۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ مولانا وصی احمد محدث سورتی، مولوی حکیم خلیل الرحمٰن خان تلمیذ مولانا لطف اللہ علی گڑھی، قاضی خلیل الدین حسن رحمانی المعروف حافظ پیلی بھیتی، اور استاذ الزمن مولانا احمد حسن کانپوری شامل تھے۔ اس زمانہ میں ریل گنج مراد آباد کے لیے نہیں چلی تھی۔ ہردوئی، اناؤ یا بالامیئو سے لوگ بیل گاڑی میں بیٹھ کر جایا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت اپنے احباب کے ساتھ بالامیئو اسٹیشن سے بیل گاڑی کے ذریعہ گنج مراد آباد تشریف لے گئے۔ حضرت شاہ فضل رحمٰن کو آپ کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی۔ لہٰذا آپ نے مریدین کے ساتھ قصبہ سے باہر تشریف لا کر اعلیٰ حضرت کو خوش آمدید کہا۔ تین دن سے زائد اعلیٰ حضرت گنج مراد آباد میں مقیم رہے۔ (تذکرہ محدث سورتی، مرتبہ خواجہ رضی حیدر، ص ۶۵)

مولانا محمود احمد قادری نے "تذکرہ علماء اہل سنت" میں لکھا ہے کہ "حضرت شاہ فضل رحمٰن نے اعلیٰ حضرت کو اپنی کلاہ بھی عطا فرمائی اور ان کی خود پہن لی اور فرمایا مجھے تو ان میں نور ہی نور نظر آتا ہے"۔ (تذکرہ علماء اہل سنت، ص ۲۰۸)

اسی مدرسہ "فیض عام" میں مولانا سورتی بھی تدریس فرماتے رہے ہیں۔

مریدین و خلفاء

حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی قدس سرہ کے مشہور فیض یافتگان کے اسماء یہ

Marfat.com

ہیں: مولانا عبدالکریم گنج مراد آبادی، مولانا محمد علی مونگیری، مولانا احمد میاں گنج مراد آبادی، مولانا وصی احمد محدث سورتی، مولانا ابو سعید رحمانی فتح پور سہوہ، مولانا اسرار احمد رحمانی رئیس اعظم مراد آباد، حضرت مولانا قادر علی رام پوری، جد امجد مولانا ہدایت رسول رام پوری، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوری لاہوری، (بانی دار العلوم حزب الاحناف) مولانا ظہور الاسلام فتح پوری اور مولانا تجمل حسین بہاری رحمہم اللہ علیہ۔

حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کا وصال ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ میں تقریباً ۱۰۵ سال کی عمر میں گنج مراد آباد میں ہوا۔ آپ کا مزار پر انوار مقبرہ مراد خان میں آج بھی مرجع عقیدت ہے اور ہر سال عرس منعقد ہوتا ہے جس میں دور و دراز سے ہزاروں عقیدت مند شرکت کرتے ہیں۔ آپ کے وصال پر بہت سے اہل علم نے تواریخ وفات نکالی ہیں جن میں سے چند منتخب تاریخیں "تواریخ نامہ" (۱۳۱۳ھ) اصح المطابع محمود نگر لکھنؤ کے حوالہ سے درج ذیل ہیں۔

تواریخ وفات شاہ فضل رحمٰن علیہ الرحمہ

۱ ہاتف آسی بہر سال وصل آں و اصل بحق
گفت حق جوشد بحق واصل چوشد اندر لبن

۱۳۱۳ھ

(مولانا محمد عبد العلی آسی مدراسی)

۲ عرض کن فریاد تاریخ وصال
صاحب کشف و کرامت، باب علم

۱۳۱۳ھ

(مولوی احتشام الدین مراد آبادی)

۳ جب کیا تاریخ کا میں نے خیال

Marfat.com

بولا ہاتف "فضل رحمٰن چل بسے"

۱۳۱۳ھ

(مولوی محمد ادریس نگرامی)

ان تواریخ کے لیے ہم فاضل محترم مولانا محمد عالم مختار حق صاحب کے ممنون ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے تذکرہ محدث وصی احمد سورتی سے بالاجزا استفادہ کرنے کا موقع فراہم کیا اور جناب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے زیر نظر ملفوظات "ارشاد رحمانی" کا قدیم نسخہ عطا فرمایا جس کو ہم جدید انداز میں سنی لٹریری سوسائٹی ۴۹ ریلوے روڈ لاہور کے زیر اہتمام شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ دعا ہے کہ باری تعالیٰ ہماری اس سعی و کاوش کو قبول فرمائے اور سوسائٹی کے معاونین کو دنیا و آخرت میں اجر عظیم سے نوازے۔ آمین۔

نوٹ: ہم اپنی تمام تر کاوش کے باوجود اہل دانش و بینش سے التفات و اصلاح کی توقع رکھتے ہیں۔ مقدمہ لکھتے وقت جو کتب راقم السطور کے پیش نظر رہیں، ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱- تذکرہ علماء اہل سنت (مرتبہ مولانا محمود احمد قادری)

۲- تذکرہ شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی (ابوالحسن علی ندوی)

۳- تذکرہ اولیاء پاک و ہند (ظہور الحسن شہاب)

۴- تذکرہ محدث وصی احمد سورتی (خواجہ رضی حیدر)

۵- ارشاد رحمانی و فضل یزدانی (مولانا محمد علی مونگیری)

۶- حضرت مجدد الف ثانی اور اعلیٰ حضرت (مرتبہ غلام مصطفیٰ مجددی، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور)

۷- تواریخ نامہ (اصح المطابع، لکھنؤ)

شہزاد مجددی

۴۹ ریلوے روڈ لاہور

حضرت مصنف مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ اعظم حضرت قبلہ مولانا
فضل رحمٰن گنج مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کتاب اپنے مرشد گرامی
کی خدمت میں پیش کی آپ نے پڑھ کر اپنے دستخطوں سے یہ عبارت
لکھی

یاالٰہی ازیں رسالہ مومناں را نفع شود
حررہ فضل رحمن غفراللہ تعالی لہ ولابائہ و
ابنائہ ومریدیہ
آمین ثم آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چہ زہرا خاک مسکین را کہ توحید خدا گوید
بدین آلودگی ذات مقدس را ثنا گوید
عروج جاں براوج قاب قوسینش بود ہر شب
اگر سالک طریق مصطفی را اقتدا گوید

امابعد! خاکسار محمد علی غفراللہ لہ ولوالدیہ راہ خدا کے طالبوں کی خدمت

میں عرض کرتا ہے کہ میرے بعض احباب نے اصرار کیا کہ جو کلمات طیبات اور ارشادات فیض آیات حضرت قدوۃ الکملا و اسوۃ الفضلا ہادی مراحل شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت و معرفت محط رحال کرام مرجع خواص و عوام قطب دوراں غوث زماں مرشدنا و مولانا فضل رحمٰن صاحب دامت برکاتہم و عمت فیوضاتھم کی زبان فیض ترجمان سے سنے ہیں' انہیں قلم بند کروں مگر میں ان سے معذرت کر دیتا تھا اور اپنے آپ کو اس اہم کام کے لائق نہ سمجھ کر ایک عرصے تک اس کی جرات نہ کی اور داعیہ الٰہی کا امیدوار رہا۔ (مولانا "فضل رحمان" نام مبارک میں لفظ رحمٰن پر الف ولام نہیں ہے۔ اس سے سنہ ۱۲۰۸ھ ولادت باسعادت نکلتا ہے)

۱۳۰۶ھ (جو راقم خاکسار بندگان عالی حضرت پیر مرشد کے آستانہ پر حاضر ہوا تو جناب صاجزادہ صاحب نے رسالہ "اسرار محبت" مولفہ محبی و عزیزی مولوی سید نور الحسن صاحب' مجھے عنایت کیا۔ جب اسے لے کر در دولت سے لوٹا تو میرے دل میں "ملفوظات" لکھنے کا جوش ہوا مگر پھر فرو ہو گیا۔ اس کے بعد جب مجھے اپنے وطن آبائی میں جانے کا اتفاق ہوا یعنی "محی الدین پور" ضلع مظفر نگر میں اور کئی روز تک اس امر کے لیے استخارہ مسنونہ کیا اور حضرت جد امجد قدوۃ الواصلین مولانا شاہ ابوبکر چرم پوش اور حضرت شاہ شرف قدس سرہما کے مزار پر انوار پر حاضر ہوا تو اس کے لکھنے کا اشارہ معلوم ہوا اور تیس رجب روز سہ شنبہ سنہ مذکور سے اس کا لکھنا شروع کیا اور اکثر دوگانہ پڑھ کر باوضو لکھتا تھا۔ میں خواستہ پروردگار رہا۔ لہٰذا میں وہ چند کلمے لکھتا ہوں جو میں نے کبھی کبھی یادداشت کی غرض سے لکھ لیے تھے اور بعض ایسے بھی ہوں گے جو لکھے نہیں گئے مگر ان کی یاد پر مجھے پورا اطمینان ہے اور اس کا نام "ارشاد رحمانی و فضل یزدانی" رکھا۔

اولاً میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہونے اور شرف بیعت حاصل کرنے کی مختصر کیفیت لکھتا ہوں۔ ان دنوں میری سترہ یا اٹھارہ برس کی عمر تھی کہ

Marfat.com

حضرت ہادی طریقت رہنمائے شریعت مقبول بارگاہ لم یزل' مولانا شاہ کرامت علی قدس سرہ کی قدم بوسی مجھے نصیب ہوئی (یہ بزرگ صاحب کرامات بینہ قادری تھے اور دس مہینے تک اسی خاندان کی اس فقیر کو تعلیم فرمائی۔ حضرت کی پیدائش ملک فارس کی تھی مگر کم سنی سے ہندوستان چلے آئے تھے اور شاہ عبدالعزیز صاحب سے پڑھا تھا) دس مہینے تک خدمت کا شرف حاصل رہا اور جب آپ کو سفر آخرت پیش آیا تو کالپی میں جا کر انتقال فرمایا' آپ کی برکت توجہ اور فیض صحبت سے عجیب و غریب حالات مجھ پر گزرے اور حضور علیہ السلام کی عنایت اور بندہ نوازی ایسی ہوئی' جس کی نسبت میں بجز اس کے اور کیا کہوں

ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا

آپ کے انتقال کے بعد مجھے دوسرے رہنما کی ضرورت ہوئی۔ حضرت قبلہ مولانا فضل رحمٰن صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس زمانے میں کانپور میں رونق افروز ہوا کرتے تھے اور جناب محمد عبدالرحمٰن خان صاحب مالک ''مطبع نظامی'' کے مکان پر قیام فرما ہوتے تھے۔ یہ خاکسار بھی سن کر حاضر خدمت بابرکت ہوا۔ آپ اس وقت حضرت دوست محمد عطر فروش کی دکان پر تشریف فرما تھے۔ جگہ تنگ ہونے کے باعث میں جوتوں کے قریب بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنے پاس بیٹھنے کو ارشاد فرمایا۔ میں بہ پاس ادب وہیں بیٹھا رہا۔ اتفاقاً میری حرکت سے لاٹھی گری اور ایک شیشہ ٹوٹ گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ''بڑوں کا کہنا نہ ماننے سے ایسا ہی ہوتا ہے''۔

پھر مجھے بغور دیکھ کر فرمایا کہ فلاں بزرگ جو یہاں تھے' تم ان کے بیٹے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں ان کا پوتا ہوں۔ اس صحبت میں زیادہ کچھ کلام کی نوبت نہ آئی۔ پھر میں خان صاحب موصوف کے مکان پر حاضر ہوا۔ حضرت قبلہ نے دریافت فرمایا کہ تم کس کی صحبت میں بیٹھے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جناب شاہ کرامت علی صاحب کی خدمت میں کچھ عرصے تک حاضر ہوتا رہا ہوں۔ آپ نے حسب معمول

سر جھکالیا اور تھوڑے تامل کے بعد فرمایا کہ بڑے شخص تھے۔

ایک مرتبہ پھر حاضر ہوا۔ اس وقت آپ "سورۂ رحمٰن" کا ترجمہ ارشاد فرما رہے تھے اور مولوی محب اللہ صاحب مرحوم پانی پتی اور مولوی حافظ عبد الغفار صاحب لکھنوی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے سن رہے تھے۔ میں علیحدہ تخت پر بیٹھ گیا۔ اثر بیان سے میرے آنسو جاری ہوگئے۔ آپ نے میری طرف دزدیدہ نظروں سے دیکھا اور دونوں عالموں موصوفین سے فرمایا کہ تم اسے جانتے ہو' انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں طالب علم ہیں۔ "مدرسہ فیض عام" میں پڑھتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ تم نہیں جانتے۔ اتنا فرما کر پھر ترجمہ فرمانے لگے۔

تھوڑے عرصے کے بعد ان دونوں صاحبوں سے پھر وہی سوال کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم تو یہی جانتے ہیں کہ ایک نیک بخت طالب علم ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ تم نہیں جانتے۔

ایک مرتبہ حضرت قبلہ بنارس تشریف لیے جا رہے تھے اور حسب دستور کانپور میں فروکش ہوئے۔ مجھے اطلاع نہیں ہوئی مگر ایک اضطراب پیدا ہوا۔ میں بے اختیار کھڑا ہوگیا اور مضطربانہ ادھر ادھر پھرنے لگا۔ اتفاقاً راہ میں حافظ موسیٰ صاحب دوست محمد عطر فروش کی دکان پر ملے اور انہوں نے حضرت قبلہ کے تشریف لانے کا حال بیان کیا۔ میں اسی وقت مطبع نظامی میں گیا۔ جمعہ کا روز تھا۔ خان صاحب مالک مطبع نظامی تنہا بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا چاہتا ہوں۔ آپ بنظر عنایت اطلاع کر دیجئے۔ خان صاحب کوٹھے' پر جہاں آپ رونق افروز تھے' گئے اور پھر آ کر کہا کہ آج جمعہ ہے۔ اس وقت ملاقات نہ ہوگی۔ بعد نماز جمعہ آنا۔ میں افسردہ ہو کر لوٹ آیا اور جمعہ کی نماز کرنل محمد زمان خان کی مسجد میں پڑھی۔ اس کے بعد خان صاحب کے ہمراہ خدمت بابرکت میں حاضر ہوا مگر پہلے سے کچھ لوگ وہاں پہنچ گئے تھے اور آپ انہیں کچھ کتابیں تقسیم فرما رہے

تھے۔ تھوڑی دیر خان صاحب اور میں کھڑے رہے۔ جس وقت آپ نے نظر اٹھا کر ہماری طرف دیکھا' اسی وقت لوگوں سے فرمایا کہ اب جاؤ' انہیں بیٹھنے دو۔ بعض نے بیٹھے رہنے پر اصرار کیا مگر آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس وقت جاؤ۔ سب چلے گئے۔ میں اور خان صاحب پاس بیٹھ گئے۔

مجھ سے دریافت ہوا کہ تم کیا پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ "قاضی مبارک"۔ ارشاد ہوا "اَستَغفِرُاللّٰہَ نَعُوذُ بِاللّٰہِ" قاضی مبارک پڑھتے ہو۔ اس سے حاصل؟ ہم نے فرض کیا کہ تم منطق پڑھ کر قاضی مبارک کے مثل ہو گئے۔ پھر کیا قاضی مبارک کی قبر پر جا کر دیکھو کہ کیا حال ہے اور ایک بے علم کی قبر پر جاؤ جس کو خدا سے نسبت تھی۔ اس پر کیسے انوار و برکات ہیں۔ فیضان صحبت سے مجھے اس وقت نیم بے خودی سی تھی۔ اس کے بعد کچھ خان صاحب سے کلام کیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کیا پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ "ھدایہ" کیونکہ میں ان دنوں دونوں کتابیں پڑھتا تھا۔ اس پر بیع و شرا کے مسئلے دریافت فرمانے لگے۔ اس وقت میری حالت ایسی متغیر تھی کہ جن مسائل کا میں بے تامل جواب دے سکتا تھا' ان کا جواب بھی بہت تامل سے دیا۔ اسی اثناء میں حضرت قبلہ نے عبدالرحمٰن خان صاحب سے دریافت کیا کہ تم نے صبح آکر کہا تھا کہ ایک طالب علم ملنے کو آئے ہیں' وہ کون تھے؟ خان صاحب نے کہا کہ جناب یہی تھے۔ ارشاد ہوا کہ تم بڑے نادان ہو۔ مجھ سے آکر کہا کہ ایک طالب علم آئے ہیں۔ بھلا میں جانوں کون طالب علم ہے "یہ تو ہمارا لڑکا ہے!"

خان صاحب نے جواب دیا کہ حضرت مجھے نہیں معلوم تھا۔ غرضیکہ عصر کے وقت تک خان صاحب اور میں صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے۔ اس وقت تک اگرچہ شرف بیعت مجھے حاصل نہ تھا مگر یہ عنایت مژدہ تھی حصول نیاز مندی کا۔ اس کے بعد کانپور' پھر حضرت قبلہ کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف نہیں ہوا اور مجھے

Marfat.com

سلسلہ میں داخل ہونے کا شوق ہوا اور میں مراد آباد شریف خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ یہ حاضری اگرچہ بہ قصد بیعت تھی مگر مجھے یاد ہوتا ہے کہ دنیاوی غرض بھی اس کے ساتھ تھی۔ یعنی کسی مقام خاص میں نوکری کی غرض سے سفارش کرانا منظور تھا۔

الحمدللہ کہ وہاں جاکر یہ خیال ہی محو ہو گیا اور سفارش کرانے کا ارادہ بالکل جاتا رہا۔ شام کو میں وہاں پہنچا تھا اور گھوڑے پر گیا تھا۔ آپ نے گھاس پہلے ہی سے خرید کر رکھا تھا۔ صبح کو بعد نماز اشراق میں نے بیعت کے لیے عرض کیا۔ آپ نے قبول فرمایا اور داخل سلسلہ فرما کر بہت دیر تک توجہ دیتے رہے۔ بعد فراغ ارشاد ہوا کہ ہم نے بہت دور تک توجہ دے دی ہے۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور خادم کو آواز دی۔ وہ حاضر ہوا فرمایا کہ گھر میں سے ان کے لیے کچھ لے آؤ۔ وہ گیا اور آکر کہا ابھی کچھ پکا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کچا پکا جو کچھ ہو لے آؤ۔ وہ گیا اور ڈلیا میں کچے چنے لے آیا۔ غالباً دو اڑھائی سیر ہوں گے۔ مجھے ارشاد ہوا کہ تمہارے پاس کوئی کپڑا ہے؟ میں نے رومال حاضر کیا۔ آپ نے تین لپیں ان چنوں میں سے بھر کر میرے رومال میں دیں اور ارشاد فرمایا کہ "لو یہ تمہیں دنیا دیتے ہیں کھانے کے واسطے"۔

عرفان کا پان

یہ ارشاد آپ کا مسجد کے دروازہ میں تھا۔ جب آپ لب فرش پہنچے تو خادم سے فرمایا کہ ان کے لیے پان لاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے پان کی عادت نہیں مگر میرے قول کی طرف توجہ نہیں فرمائی اور مکرر خادم سے فرمایا کہ پان لاؤ۔ وہ پان لایا۔ آپ نے اسے لے کر اپنے منہ مبارک میں لیا اور کسی قدر اسے چبا

Marfat.com

کر مجھے عنایت فرمایا اور زبان فیض ترجمان سے یہ لفظ بھی ارشاد ہوئے کہ لو یہ پان ہے عرفان کا۔ اسے کھالو۔ یہ دونوں باتیں معمول کے خلاف تھیں۔ اس لیے ان دونوں ارشادات کو مولانا روم کے اس شعر کا مصداق کہنا کسی طرح بے جا نہیں ہے یعنی ۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

پہلے ارشاد کا ظہور تو علانیہ اس طرح ہوا کہ اکثر لوگ تعجب اور حیران رہتے ہیں کہ باوجود قطع اسباب ظاہری کے عمدہ طور پر کیونکر بسر اوقات ہوتی ہے۔ بیعت کے بعد عرصہ دراز تک ارشادات کی تحریر کا اتفاق نہیں ہوا اور جب سے لکھنا شروع کیا تو پرچوں پر لکھتا رہا۔ پھر جب کل تحریروں کے ضبط کا موقع ہوا اس وقت جس قدر پرچے ملے ان کی نقل کی گئی۔ مگر ارشادات بترتیب یعنی تاریخ وار نہیں بیان کیے گئے۔ جیسا کہ اکثر ملفوظات کا طرز ہے بلکہ زیادہ خیال مناسبت موقع کا رکھا گیا ہے۔ ماہ صفر ۱۲۹۹ھ میں حاضر خدمت فی درجت ہوا۔

ارشاد ہوا کہ جو کوئی تمام مومنین اور مومنات کے لیے خداوند کریم سے ہمیشہ مغفرت مانگا کرے' بلاشبہ جو مطلب رکھتا ہوگا' وہ پورا ہوگا۔ اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ جو کوئی ہمارے پیران طریقت کے طفیل سے کوئی مقصد خداوند تعالیٰ سے چاہے' یعنی حسب دستور شجرہ پڑھ کر ہمیشہ درگاہ الٰہی میں دعا کیا کرے بلاشبہ اس کی دعا قبول ہوگی۔ ان دونوں ارشادات میں دوام و استمرار کی قید ملحوظ رہے۔

دس لطیفوں کے مقامات

بغرض تصدیق میں نے عرض کیا کہ "لطیفہ نفس" کا کون سا مقام ہے۔

حضرت نے کلمہ کی انگلی کو دونوں ابرو کے درمیان مگر کسی قدر اوپر رکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ ہے اور پھر اسی طرح لطائف خمسہ عالم امر کو انگلی رکھ کر متعین فرمایا اور زبان مبارک سے بھی آہستہ آہستہ ارشاد کیا جس کی تفصیل یہ ہے:

۱- لطیفہ قلب بائیں پستان کے دو انگل نیچے
۲- لطیفہ روح دائیں پستان کے اسی قدر نیچے
۳- لطیفہ سر بائیں پستان کے دو انگشت اوپر
۴- لطیفہ خفی دائیں پستان کے دو انگشت اوپر
۵- لطیفہ اخفی بیچ سینہ کے لطیفہ سر اور لطیفہ خفی کے اوپر۔ اس ارشاد کے بموجب لطائف خمسہ کی صورت یہ ہوئی:

ان "لطائف خمسہ" کو جدا جدا طے کرنا اور اس کے بعد لطیفہ نفس کی سیر کرنا اور پھر لطائف اربعہ عناصر پر عبور کرنا جس کو "سلطان الاذکار" کہتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تعلیم تھی۔ پھر ان کے صاجزادوں اور خلفاء نے اختصار کی غرض سے بعد طے کرنے لطیفہ قلب کے لطیفہ نفس کی سیر کو قائم رکھا اور ارشاد کیا کہ اور لطائف اس کے اندر طے ہو جاتے ہیں۔

لطیفہ قلب کا اہتمام

137130

حضرت قبلہ کو اسی طرح دیکھا گیا کہ اول تو لطیفہ قلب پر زیادہ زور دیتے ہیں اور اسی کی مشق کو باصرار فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ یہ ارشاد فرمایا: "اس زمانے کے

لوگ تمام لطیفے طے کرتے ہیں مگر پہلے زمانے میں فقط لطیفہ قلب کی سیر میں بدرجہاان سے زائد ہو جاتے تھے"۔ ایک مرتبہ یوں ارشاد فرمایا کہ "اگلے بزرگ جیسے حضرت نظام الدین اور حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی قدس سرہما فقط ذکر قلبی کرتے تھے مگر خلوص کی وجہ سے یہ مرتبہ تھا"۔ میں نے عرض کیا کہ یہ خلوص کیونکر حاصل ہو۔ فرمایا دعا کرو۔ اس قدر قلب پر توجہ دلانا کمال اتباع سنت کا باعث ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ اَوْ كَمَا قَالَ یعنی "انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہوتا ہے تو تمام جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہے تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے۔ اور آگاہ ہو جاؤ کہ وہ ٹکڑا قلب ہے"۔ یعنی انسان کی اصلاح اور فساد کا مدار قلب ہے۔ اگر قلب کی اصلاح ہو گئی تو اس کے تمام اقوال و افعال درست ہوں گے اور اگر اس کی درستی نہیں ہوئی تو اس کی کل باتیں خراب ہیں۔ اگرچہ بظاہر اچھی ہی معلوم ہوں کیونکہ برے تخم سے ایسا درخت نہیں اگ سکتا جس سے عمدہ پھل کی امید ہو۔ ذکر قلب کے بعد "سلطان الاذکار" تعلیم فرماتے ہیں یعنی لطائف اربعہ عناصر کی سیر کا ارشاد ہوتا ہے اور بعض وقت دیکھا گیا ہے کہ بعض صاحبوں کو چند مرتبہ صحبت کے بعد "سلطان الاذکار" تعلیم فرمایا۔ اور یہ کہتے ہی کہ تمام جسم سے اللہ اللہ کیا کرو سر سے پیر تک ان کا ذاکر ہو گیا اور بخوبی معلوم ہونے لگا کہ تمام جسد ہمارا اللہ اللہ کر رہا ہے۔ قربان ایسی نظر توجہ کے!

اذکار و اشغال کا بیان

سیر لطائف سے مقصود وصول الی اللہ اور دوام حضور ہے (حضرت شاہ غلام علی

Marfat.com

صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں کی طریقہ نقشبندیہ چار چیز سے عبارت ہے۔ اول ماسوا اللہ کا قلب میں خیال نہ آنا' دوسرے ہر وقت توجہ الی اللہ اور حضور کا ہونا۔ تمام اکابر کے نزدیک کمال مرتبہ ولایت یہی ہے۔ تیسرے جذبات' چوتھے واردات۔ پھر فرماتے ہیں کہ اکابر کے نزدیک تو مطلقاً خیال کا نہ آنا معتبر ہے مگر میرے نزدیک خطرے کا کم ہونا کافی ہے)

مشائخ کرام نے اس نعمت عظمیٰ کے حصول کے لیے دو طریقے رکھے ہیں۔ اول ذکر' دوم فکر۔ ذکر سے مقصود اس ذات پاک کی یاد ہے۔ بذریعہ تسبیح ہو یا تہلیل یا تلاوت قرآن یا اور طریقے سے مگر مناسب وقت اور موافق استعداد اہل زمانہ کے دل جمعی اور قلوب کو ماسوی اللہ سے پاک کرنے کے لیے حضرات نقشبندیہ نے ابتدا میں دو طریقے ذکر کے رکھے ہیں۔

اول اسم ذات اور دوسرے نفی اثبات۔ طریقہ اسم ذات یہ ہے کہ دو زانو بیٹھ کر چند بار توبہ استغفار کر کے لطیفہ قلب کی طرف متوجہ ہو اور خیال کرے کہ دل سے اللہ اللہ نکلتا ہے اور اس ذات پاک کا دھیان رکھے جس کا یہ نام مبارک ہے۔ جس کے اوپر ہم ایمان لائے ہیں۔ اور اس خیال کے وقت زبان کو یا کسی عضو کو حرکت نہ دے۔ اگر دل میں یا کسی عضو میں حرکت محسوس ہو تو اس کی طرف توجہ ہرگز نہ کرے۔ بلکہ اسی خیال میں مشغول رہے۔ اس طریقہ سے تو صبح و شام ذکر کرے۔ مگر اس خیال سے کسی وقت غافل نہ ہو۔ اٹھتے' بیٹھتے اور چلتے' پھرتے یہاں تک کہ حالت بول و براز میں بھی یہی خیال رہے۔ اس سے مقصود یہ نہیں ہے کہ تمام ضروری کام چھوڑ دے اور ہر وقت اسی خیال میں رہے۔ حضرت قبلہ نے بعض مرتبہ مجھے ارشاد فرمایا ایں ہم کن آں ہم کن تا غلبہ کر اباشد

مقصود یہ ہے کہ اس خیال کی مواظبت میں کوشش کرے پھر غلبہ حال یا تو سب کام چھڑوا دے گا یا یکبارگی ایسی عنایت ایزدی ہوگی کہ کوئی کام اس خیال کو مانع

Marfat.com

نہ ہو گا اور "خلوت در انجمن" کا مدعا حاصل ہو جائے گا۔ جب قلب ذاکر ہو جائے تو اسی طرح لطیفہ روح کی طرف متوجہ ہو اور دھیان کرے کہ روح سے اللہ اللہ نکلتا ہے اور اس ذات پاک کے خیال میں محو ہو جائے۔ جب یہ لطیفہ بھی جاری ہو جائے یعنی بے تکلف اور بغیر خیال کے اس سے ذکر جاری رہے اور جب اس کی طرف دھیان کرے تو اسے ذاکر پائے تو لطیفہ سر کی طرف متوجہ ہو اور اسی طرح ذکر کرے۔ پھر لطیفہ خفی سے' اس کے بعد لطیفہ اخفی سے' پھر لطیفہ نفس سے بطور مذکور ذکر کرے۔ جب لطائف اربعہ عناصر پر نوبت پہنچے تو خیال کرے کہ تمام اعضا بلکہ ہر بن مو سے اللہ اللہ نکلتا ہے۔ حضرات نقشبندیہ کی اصطلاح میں اسے "سلطان الاذکار" کہتے ہیں۔

سلطان الاذکار کی اہمیت

بعض وقت دیکھا گیا کہ لطیفہ جاری ہو جاتا ہے مگر ذاکر کو اس کا ادراک نہیں ہوتا۔ فقیر پر خود ایسی حالت کئی بار گزری ہے۔ عرصے تک مجھے اپنے لطیفہ کے جاری ہونے پر اطلاع نہیں ہوئی۔ میں نے مکرر حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت لطیفہ کیونکر جاری ہوتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ تمہارے لطیفے جاری ہیں اور تمہیں علم نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے نہیں معلوم ہوتا۔ عرصے کے بعد حرکت ذکر کی ایسی محسوس ہونے لگی کہ کچھ شک و شبہ نہ رہا اور صفائے لطیفہ کی علامت بزرگوں نے یہ لکھی ہے کہ اس لطیفہ کا نور سالک پر ظاہر ہو جائے۔ ہر ایک لطیفہ کا نور جداگانہ رنگ رکھتا ہے۔ قلب کا نور زرد مثل نور چراغ کے ہے اور روح کا نور سرخ اور سر کا نور سفید اور خفی کا نور سیاہ اور اخفی کا نور سبز ہے جس سے شان محبوبیت ٹپکتی ہے اور نفس کا نور بے کیف ہے۔

Marfat.com

طریقہ نفی و اثبات

لَا کو ناف سے اٹھا کر دماغ تک لے جائے اور اِلٰہَ کو داہنے مونڈھے پر لائے اور اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب دل پر لگائے مگر یہ سب خیال سے کرے۔ جسم کو حرکت نہ ہو۔ اس طریقے کی تعلیم میں حضرت نے سر سے بھی اشارہ کیا اور انگشت شہادت سے بھی اس طرح بتلایا کہ صورت خیالیہ معکوس لَا کی نظروں میں پھر گئی۔ یعنی یہ شکل:

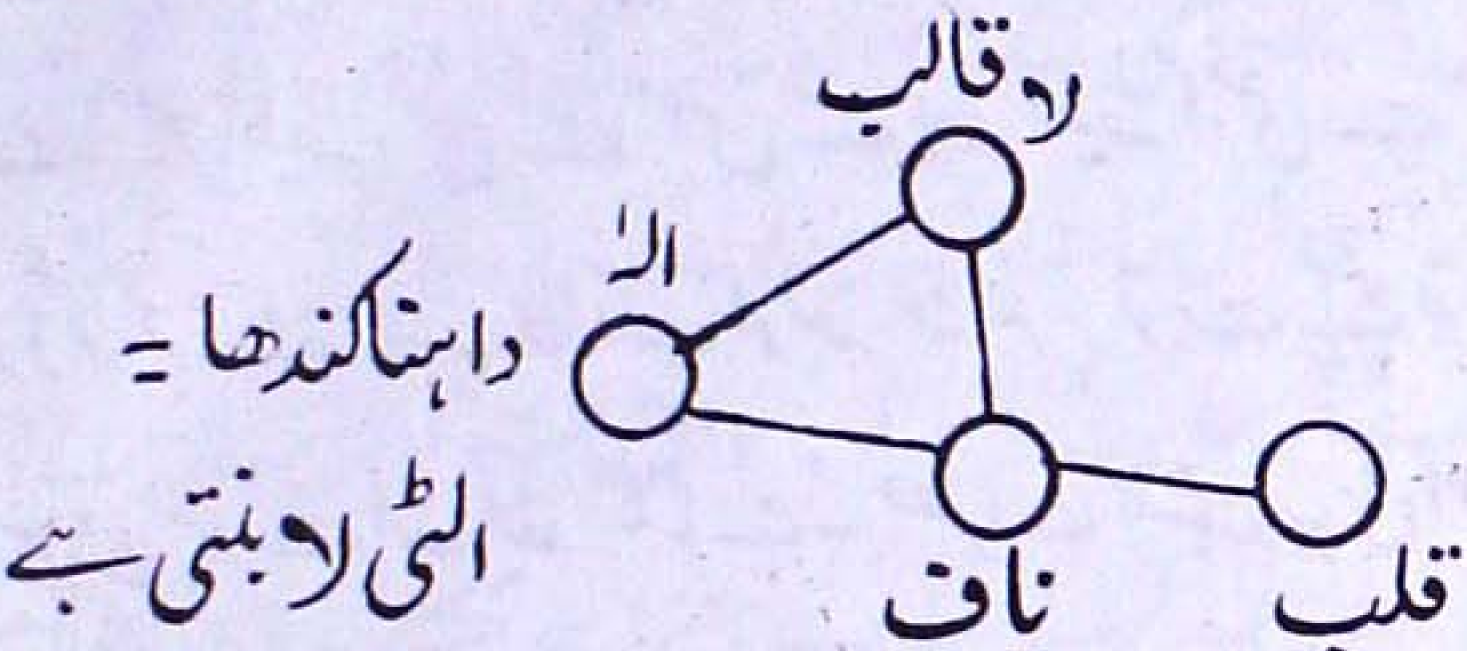

میں نے عرض کیا کہ "حضرات نقشبندیہ" فرماتے ہیں کہ نفی اثبات اس طرح کرے کہ سب لطیفوں پر اثر پہنچے۔ ارشاد ہوا کہ "اچھی طرح معنوں کا خیال کر کے اسی طریق سے کرے۔ سب لطیفوں پر کیا پاس بیٹھنے والوں پر اثر ہونے لگتا ہے"۔ واقعی تجربہ اس کی شہادت دیتا ہے کہ جس وقت کامل طور سے متوجہ ہو اور وقت نفی کے ماسوی کی نفی اور وقت اثبات اس ذات مطلق کا اثبات کرے تو بلاشبہ تمام بدن پر اثر معلوم ہوتا ہے۔ اس ذکر کو حبس دم کے ساتھ بھی کرتے ہیں اور بغیر حبس دم کے بھی۔ اگر حبس دم کے ساتھ کرے تو سانس کو ناف کے نیچے روک لے اور جس طرح ابھی بیان کیا گیا اسی طرح ذکر کرے مگر ایک سانس میں عدد طاق کا لحاظ رکھے۔ یعنی تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ۔ ایک سانس میں ذکر کرے اور سانس چھوڑنے کے وقت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ زبان خیال سے کہے۔ "حضرات نقشبندیہ" حبس دم کو ذکر میں ضروری نہیں کہتے۔ البتہ مفید بتاتے ہیں۔ حضرت نے جس وقت ذکر نفی و اثبات تعلیم فرمایا، اس وقت میں نے عرض کیا کہ حبس دم کے ساتھ کروں یا بغیر حبس دم کے۔ ارشاد ہوا کہ جس طرح ہو سکے، کچھ حبس دم کی قید

نہیں ہے۔

حبس دم کے فائدے

اس بنا پر فقیر نے بغیر "حبس دم" کے وہ فائدے دیکھے جو صوفیہ نے حبس دم میں بیان فرمائے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ حبس دم مفید ہوتا ہے اور ذوق و شوق اور رقت قلب پیدا کرتا ہے۔ مگر اکثر محرور المزاجوں کو ضرر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض کو بیکار کر دیتا ہے۔ اس قدر حرارت بڑھا دیتا ہے کہ طالب کو تحمل نہیں ہوتا اور امراض شدیدہ کا باعث ہو جاتا ہے۔ فقیر نے زیادتی حرارت اور نہایت بے چینی کی حالت میں اس طرح شغل کرایا کہ قلب کی طرف متوجہ ہو کر یہ تصور کرے کہ فیضان الٰہی مثل پھوار کے قلب پر گر رہا ہے اور اس میں پیوست ہوتا ہے اور اگر تمام جسم میں غلبہ حرارت معلوم ہو تو سارے جسم پر پھوار کا پڑنا خیال کرے۔ اس سے بہت کچھ نفع طالب کو ہوا جن کو مطلقاً نیند نہ آتی تھی' انہوں نے بیان کیا کہ جہاں اس شغل کو تھوڑی دیر کیا' کچھ ایسی ٹھنڈک اور راحت قلب میں پہنچتی ہے کہ فوراً نیند آ جاتی ہے۔

غرضیکہ "حبس دم" کے ساتھ اگر اس شغل کو بھی کرے تو ان شاء اللہ حبس دم سے ضرر نہ ہو گا مگر حرارت کی مقدار کا خیال رکھے۔ جس قدر اس میں زیادتی ہو اسی قدر شغل کو بڑھاوے اور فیضان الٰہی کو مثل مینہ کے برستا ہوا تصور کرے۔ مجھے حرارت قلب کی وجہ سے سوء تنفس ہو گیا تھا۔ اس حالت میں ذکر نفی و اثبات نہیں ہو سکتا تھا۔ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ ارشاد ہوا کہ زیادہ نہیں تو تین ہی بار کر لیا کرو۔ اگر بیٹھا نہ جائے تو لیٹے لیٹے سہی۔ سبحان اللہ کیا تسہیل ہے۔ یہ بھی اتباع سنت ہے۔ کیونکہ "اَلدِّیْنُ یُسْرٌ" حدیث نبوی ہے۔ "حضرات

Marfat.com

نقشبندیہ" نے لکھا ہے کہ ذکر نفی و اثبات تین سو مرتبہ سے کم نہ ہونا چاہیے۔ مگر حضرت قبلہ نے نہ مجھے کسی مقدار کی تعیین فرمائی اور نہ کسی اور طالب علم کو دیکھا گیا۔ اس کی وجہ یہی تسہیل ہے۔

نفی و اثبات کے ذکر کی شرائط

اس ذکر میں چند شروط کالحاظ رکھنا ضرور ہے:

اول: یہ کہ جس وقت لَآاِلٰہَ کہے تو خیال کرے کہ کوئی میرا مطلوب اور مقصود نہیں ہے اور جب اِلَّااللّٰہُ کہے تو خیال کرے کہ اللہ میرا مقصود اور مطلوب ہے۔ اس کے بعد نفی کے وقت اپنی اور کل موجودات کی نفی خیال کرے اور اثبات کے وقت اس ذات پاک کے وجود کو ثابت کرے یعنی ابتدا میں لَامَقْصُوْدَ اِلَّااللّٰہُ اور انتہا میں لَامَوْجُوْدَ اِلَّااللّٰہُ کا خیال کرنا چاہیے اور بغیر لحاظ معنی کے ذکر بیکار ہے۔

دوم: یہ کہ چند بار مثلاً پچیس مرتبہ ذکر کرنے کے بعد زبان دل سے نہایت عاجزی اور نیازمندی سے درگاہ خداوندی میں التجا کرے کہ میرا مقصود تو ہے اور تیری رضامندی ہے۔ میں نے تیرے لیے دنیا و آخرت کو چھوڑا۔ اپنی محبت اور معرفت عنایت کر۔ حضرات نقشبندیہ اسے "بازگشت" کہتے ہیں۔

سوم: یہ کہ قلب کی طرف توجہ رکھے مگر اس کی شکل کا خیال نہ ہو اور دل کو اس ذات پاک کی طرف متوجہ رکھے بغیر ان دونوں توجہوں کے حصول مدعا غیر ممکن ہے۔

چہارم: یہ کہ قلب کو خطرات نفسانی سے باز رکھے۔ جس وقت کوئی خطرہ آوے اسے دفع کرے۔

فائدہ جلیلہ

اگر ماسوائے خدا کے کسی سے دل کو تعلق ہو جائے یا کوئی بری عادت دل میں جگہ پکڑ جائے تو ذکر "نفی و اثبات" میں اسی شے کی نفی کرے۔ مثلاً کسی کو مال کی محبت ہے تو اس کے دور ہونے کے لیے لَآ اِلٰہَ کہتے وقت یہ خیال کرے کہ مجھ میں مال کی محبت نہیں ہے اور اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت یہ خیال کرے کہ اللہ کی محبت میرے قلب میں ہے۔ اسی طرح جو مانع پیش آوے' اس کو اسی طرح دفع کرے۔ اور جب تک وہ دفع نہ ہو' اسی طریقے کو کیے جائے۔ بفضلہ تعالیٰ وہ مانع دور ہو جائے گا۔ خوب تجربہ ہوا ہے۔

حضرت مرزا مظہر صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ذکر نفی و اثبات سے صفات ذمیمہ بشریہ اس طریقہ سے زائل ہوتے ہیں کہ ہر ایک صفت ذمیمہ کو جدا جدا حالت ذکر میں چند روز کلمہ لا سے نفی کرے اور اس کی جگہ محبت خدا کو ثابت کرے۔ یہاں تک کہ وہ صفت زائل ہو جائے۔ فکر کے طریقے بھی مختلف ہیں اور بلحاظ اختلاف مقامات اور حالات کے جداگانہ افکار ہیں جن کو اشغال اور مراقبات بھی کہتے ہیں۔

مراقبہ احدیت

اول اس طریقے سے تصور کرے کہ اس ذات جامع الکمالات کا فیض جس کا نام مبارک اللہ ہے' میرے قلب میں آتا ہے۔ اس انتظار و خیال میں اپنے تئیں محو کر دے۔ اس کو "مراقبہ احدیت" کہتے ہیں۔ جس وقت حضرت نے مجھے یہ مراقبہ تعلیم فرمایا' میں نے عرض کیا کہ اس طرح خیال کرے کہ فیضان الٰہی بوسیلہ قلب مرشد میرے قلب میں آتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ جس طرح ہم کہتے ہیں' اس طرح کرو۔ البتہ عرصہ کے بعد یہ ارشاد ہوا کہ ہم غائبانہ

Marfat.com

حضرت سے توجہ لیا کرتے تھے اور حضرت اپنے خلفاء سے اکثر فرمادیا کرتے تھے کہ دیکھو فلاں شخص توجہ لے رہا ہے۔ یہ فرماکر ارشاد ہوا کہ تم بھی خیال کیا کرو کہ پیر کے قلب سے ہمارے قلب میں فیضان آتا ہے مگر مراقبہ احدیت اور امر ہے اور یہ توجہ لینا اور شے ہے۔

دوم یہ کہ نہایت فروتنی اور عاجزی کے ساتھ ہر وقت دل کی طرف متوجہ رہے اور اس ذات پاک وحدہ لاشریک لہ کا دھیان رکھے تامقدور خود کسی حالت اور کسی کام میں اس خیال سے غافل نہ ہو اور اس خیال کے ماسوا جو خطرہ قلب میں آوے اسے دفع کرے۔ یہاں تک اس کی مشق ہو کہ بے تکلف ہر وقت اس ذات پاک ہی کا دھیان رہنے لگے۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو بھی بھول جائے۔

بروای عقل نامحرم که امشب با خیال او
عجب خوش خلوتے دارم که من ہم نیستم محرم

اگرچہ اس فکر میں بجز خیال مذکور کے ذکر نہیں ہے مگر بغیر کثرت ذکر جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے' اس امر کا حصول دشوار ہے۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ پاس انفاس میں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کا خیال کروں یا اَللّٰـه ھُوْ کا۔ ارشاد ہوا کہ اختیار ہے۔ خیال چاہے اس کا ہو یا اس کا۔

تصور شیخ

حضرات نقشبندیہ ابتداء میں شغل رابطہ یعنی تصور شیخ بھی تعلیم کرتے ہیں اور اس کو نہایت موثر اور سہل ترین راہ بتاتے ہیں مگر حضرت مد ظلھم العالی بسبب کمال احتیاط کے اس کی تعلیم نہیں فرماتے تھے۔ میں نے مکرر تصور شیخ کی نسبت دریافت کیا۔ ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ ہمارے حضرت کے یہاں یہ تعلیم نہیں تھی۔ شیخ کی

Marfat.com

محبت اور اس کا اتباع چاہیے اور محبت کی وجہ سے بے انتہا تصور آجانا اور بات ہے۔ خود صحابہؓ کو ایسا ہوتا تھا۔ چنانچہ بعض صحابہ کا مقولہ ہے "کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَیَاضِ سَاقَیْہِ" حضرت ایشاں نے جو اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ ذکر بے رابطہ موصل الی اللہ نہیں ہے اور رابطہ بغیر ذکر موصل ہو سکتا ہے۔ اس سے مراد محبت شیخ ہے نہ تصور شیخ۔

ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ حضرت رابطہ کیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ "شیخ سے محبت ہو جانا اور اس کی کیفیت مرید میں آجانا کم یا زیادہ"۔ میں نے عرض کیا کہ تصور شیخ کو رابطہ کہتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ تصور یا بے تصور شیخ کی محبت ہونا چاہیے۔ ہم نے کبھی نہیں کہا۔ ہم تو وہی باتیں کرتے تھے جو حدیث میں آئی ہیں۔ اسی سے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جاری رہتا تھا۔ یاد رکھو کہ جو بات شریعت کے اتباع اور ان اعمال سے حاصل ہوتی ہے، جو حدیث میں آئے ہیں، وہ کسی سے نہیں ہوتی۔

حضرات نقشبندیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جس وقت ذکر کرنے بیٹھے اس وقت شیخ کی صورت کو اپنے روبرو خیال کرے۔ حضرت یہ بھی نہیں فرماتے۔

مراقبہ معیت

اس کے بعد حضرت مراقبہ معیت تعلیم فرماتے ہیں۔ یعنی آیہ کریمہ وَاللّٰہُ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ کے معنے کا خیال رکھے اور اس امر کو ذہن میں جما لے کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ بلکہ ہر شے کے ساتھ معیت خیال کرے اور کسی وقت وار کسی حال میں اس خیال سے غافل نہ رہے۔ حضرات نقشبندیہ کرام نے لکھا ہے کہ جب قلب کی یہ حالت ہو کہ یہ چار چار گھڑی تک جمعیت اور حضور رہے اور کوئی خطرہ نہ آئے، اس وقت یہ شغل کرے۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا

Marfat.com

کہ میرے حال کے مناسب مراقبہ ارشاد فرمائیے۔ ارشاد ہوا کہ "اللہ موجود ہے اور ہر شے اس کی وحدت میں فانی ہے" اس کے بعد یہ آیت پڑھی كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ مقصود یہ تھا کہ یہ مراقبہ بقاو فنا اس آیت کے مضمون میں مراقبہ کرنا ہے۔ اس قدر ذکر اور فکر کا بیان مبتدی کے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔ اگر مشیت الٰہی ہوئی تو دوسرے رسالے میں اس کا مفصل بیان کروں گا۔

اوراد کا بیان اور ان کی افادیت

جب میں ۱۲۹۳ھ میں حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا: کہ "تین سو مرتبہ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اور اول و آخر پچیس پچیس مرتبہ درود شریف پڑھ لیا کرو"۔ اس کے بعد بذریعہ تحریر اسے پانچ سو مرتبہ پڑھنے کا ارشاد ہوا۔ بعد ازاں بذریعہ تحریر یہ بھی حکم ہوا کہ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَام پڑھ لیا کرو مگر کوئی مقدار اس کے لیے معین نہیں فرمائی۔ ایک مرتبہ میں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور نے بلا تعین يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ پڑھنے کا حکم فرمایا تھا میں يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ پر قیاس کر کے پانچ سو مرتبہ اسے بھی پڑھتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اس قدر نہیں تھوڑا سا پڑھ لینا کسی وقت کافی ہے۔ بزرگوں نے يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ پانچ سو مرتبہ اور پچیس پچیس مرتبہ درود اول و آخر پڑھا ہے۔

ختم مجددیہ کا طریقہ

حضرت مجدد رضی اللہ عنہ پانچ سو مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اور سو سو مرتبہ درود اول و آخر اور حضرت ایشان نے لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ

Marfat.com

اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پانچ سو مرتبہ اور درود اول و آخر سو سو مرتبہ پڑھا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت ان کو کس قدر پڑھتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ "جب سے بیمار ہوا ہوں، دس دس مرتبہ پڑھ لیتا ہوں"۔ ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا تھا کہ ہمیشہ پڑھے اگرچہ دس دس ہی مرتبہ پڑھے۔ ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ "شب کو لیٹنے کے بعد سو مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھ لیا کرو اور دعا مانگ کر سو رہا کرو"۔ دعامیں ایسے الفاظ فرمائے جو دین و دنیا اور مرتبہ عرفان کے لیے جامع تھے۔ افسوس کہ مجھے یاد نہ رہے۔

اس سے پیشتر ارشاد ہوا تھا کہ سوتے وقت سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ اور سو مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھا کرو اس کے بموجب میں عشاء کے وقت ان دونوں کو پڑھ لیتا تھا۔ اس وجہ سے میں نے عرض کیا کہ میں پڑھتا ہوں مگر لیٹنے سے پہلے پڑھ لیتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ بس سنت یہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ یہ فرما کر آپ لیٹ رہے۔ مکرر ارشاد ہوا کہ جب تھوڑی رات رہ جاتی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے: سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ بھی پڑھتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول

ایک مرتبہ یوں ارشاد ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو اٹھتے تھے تو پڑھتے تھے سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ الْاٰخِرَہ۔ اور ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ضِیْقِ

Marfat.com

الدُّنْيَا وَضِيقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ اور دس مرتبہ اس کا پڑھنا آیا ہے۔ غرض کہ ان سب اوراد کے پڑھنے کا ایما ہوا۔ اس سے پیشتر ارشاد ہوا تھا کہ پچھلی رات کو اگر کچھ اور نہ ہو تو استغفار کر لیا کرے۔ دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ اور هُمْ يُصَلُّوْنَ نہیں فرمایا۔ غرض کہ تہجد کی نماز سے زیادہ آپ اس امر کی تاکید فرماتے ہیں کہ پچھلی رات کو اٹھ کر استغفار کرے اور اپنے گناہوں پر نادم ہو کر روئے۔ ایک مرتبہ جنوں کا ذکر فرمایا' اس میں ارشاد ہوا کہ یہ درود پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى مُؤْمِنِ الْجِنِّ اس سے انہیں فائدہ ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کوئی خاص درود شریف ارشاد ہو جس کے پڑھنے سے زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا کرے۔ ارشاد ہوا: کہ کوئی خاص درود شریف نہیں ہے' خلوص پیدا کرنا چاہیے۔ تھوڑے تامل کے بعد ارشاد ہوا کہ البتہ حضرت سید حسن رسول نما کو اس درود کا عمل تھا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ۔

اس سے خود انہیں بھی زیارت ہوتی تھی اور جسے وہ بتا دیتے تھے اسے بھی ہو جاتی تھی۔ گیارہ سو مرتبہ اس کو ہر روز پڑھے میں بھی پڑھتا ہوں' اسی وجہ سے میری تسبیح کے شمار دانہ گیارہ رہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ بعد عصر حضور اسی کو پڑھتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ نہیں دن میں کسی وقت پڑھ لیتا ہوں۔ اس وقت تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتا ہوں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حضور کلمہ کس قدر پڑھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت شاہ محمد آفاق کے معمولات

ارشاد ہوا کہ ہمارے اعلیٰ حضرت شاہ محمد آفاق قدس سرہ دس ہزار مرتبہ درود

شریف اور پچاس ہزار مرتبہ کلمہ پڑھتے تھے اور دس پارہ قرآن مجید کے تہجد میں پڑھنے کا معمول تھا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا۔ دس پارے اتنی دیر میں ہو جاتے تھے کہ انجان سمجھے کہ ایک پارہ پڑھا ہوگا اور پانچوں وقت "صلوٰۃ التسبیح" پڑھتے تھے۔

خواجہ محمد زبیر سرہندی کے معمولات

حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی بعد ظہر دو رکعت نفل میں ہر روز قرآن مجید ختم کرتے تھے اس کے بعد کھانا کھاتے تھے اور حقہ پیتے تھے پھر وضو کر کے عصر کی نماز پڑھتے تھے۔

"درالمعارف" میں حضرت قبلہ عالم کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ "صلوٰۃ اوابین" میں دس پارہ قرآن مجید کے پڑھتے تھے اس کے بعد مردوں کا حلقہ ہوتا تھا اور آپ توجہ دیتے تھے پھر دولت خانے میں تشریف لے جاکر عورتوں کا حلقہ کرتے تھے اور آدھی رات کو چند گھڑی آرام فرما کر تہجد کے لیے اٹھ بیٹھتے تھے اور تہجد کی نماز میں چالیس مرتبہ یا ساٹھ مرتبہ "سورہ یٰسین" پڑھتے تھے۔ بعد ازاں چاشت کے وقت تک مراقب رہتے تھے پھر مردوں کا حلقہ ہوتا تھا اور آپ توجہ دیتے تھے پھر تھوڑی دیر قیلولہ فرما کر قرات طویل کے ساتھ چار گھڑی میں نماز فی زوال پڑھتے تھے پھر "ختم خواجگان" پڑھ کر ظہر کی نماز ادا کرتے تھے بعد اس کے قرآن مجید کی تلاوت کر کے کھانا تناول کرتے تھے۔ رات دن میں یہی وقت حضرت کے کھانے کا تھا بعد عصر کے "مشکوۃ شریف" یا "مکتوبات امام ربانی" کا درس فرماتے تھے۔ غرض کہ تمام دن توجہ دینے اور ہدایت خلق میں صرف کرتے تھے۔ جب آپ مکان سے مسجد میں تشریف لاتے تھے تو امرا اپنے دوشالے اور پگڑیاں مکان سے مسجد تک بچھا دیتے تھے تاکہ قدم مبارک زمین پر نہ پڑے اور اگر کسی مریض کی عیادت یا دعوت میں جانے

Marfat.com

کے لیے سوار ہوتے تو بادشاہوں کے مثل آپ کی سواری جاتی تھی۔

حضرت خواجہ زبیر کی سواری کی شان وشوکت

ایک روز دہلی کی جامع مسجد کے نیچے سے آپ کی سواری نکلی حضرت شاہ گلشن نے دیکھا کہ ایک شخص پالکی میں سوار ہے اور بہت سی پالکیاں اس کے پیچھے چلی جاتی ہیں اور مجمع کثیران پالکیوں کے ہمراہ ہے اور انوار الٰہی اس پالکی کے اس طرح محیط ہے کہ پالکی سے لے کر آسمان تک نور تاباں کا ایک تختہ معلوم ہوتا ہے اور تمام گلی نور سے بھر گئی ہے۔ حضرت شاہ گلشن نے اپنے سر سے پرانی کملی کو اتار کر ڈال دیا اور اپنے مریدوں سے فرمایا کہ اس میں آگ دے دو انہوں نے عرض کیا کہ اس کا کیا سبب ہے' فرمایا کہ اس امیر کی سواری پر ایک ایسا نور ہے کہ میں نے کبھی اپنی کملی میں مشاہدہ نہیں کیا باوجود یہ کہ تیس برس اس کملی میں ریاضت سے گزارے ہیں کسی نے عرض کیا کہ یہ سواری حضرت محمد زبیر سرہندی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہ ہمارے پیر زادے ہیں' ہماری آبرو باقی رہی اور اپنے مریدوں کو حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں بھیجا اور فرمایا کہ جس جگہ حضرت تشریف رکھتے ہوں ہم کو مرید کرنا جائز نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حضور کلمہ کس قدر پڑھتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اب تو بسبب ضعف کے پڑھا نہیں جاتا پہلے چار ہزار مرتبہ دم بند کر کے پڑھتے تھے اور درود شریف کا تو اسی قدر معمول تھا۔

میں نے عرض کیا کہ بعد ظہر اِنَّا فَتَحْنَا پڑھنا چاہیے۔ ارشاد ہوا کہ حدیث میں نہیں آیا۔ پھر عرض کیا کہ بعد عصر "عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ" پڑھنا چاہیے۔ ارشاد ہوا کہ یہ بھی حدیث میں نہیں آیا مگر میں کبھی بعد عصر اور کبھی قبل عصر پڑھ لیتا ہوں۔

Marfat.com

واضح ہو کہ متاخرین نقشبندیہ نے روزانہ کلمہ پڑھنے کی مقدار پانچ ہزار بیان کی ہے مگر حضرت کے ارشاد سے کسی مقدار کی تعیین نہیں پائی جاتی جو مقدار کہ اعلیٰ حضرت شاہ محمد آفاق قدس سرہ کے معمول میں تھی اس کا ہونا تو اس وقت کے کم ہمتوں سے غیر ممکن ہے بلکہ فی نفسہ اور معمولات کے ساتھ اس مقدار کا ہونا دشوار ہے۔ لہٰذا جس قدر ہو سکے ایک مقدار معین کر کے ہر روز پڑھ لیا کرے مگر بحضور دل معنوں کا لحاظ ضرور ہے۔ اس بیان سے اکثر معمولات "خانقاہ آفاقیہ" معلوم ہوئے ان کے علاوہ حضرت قبلہ کے معمولات وہی ہیں جو "حصن حصین" میں مذکور ہیں۔ طالب کے لیے چند معمولات لکھے جاتے ہیں۔ حضرت کا معمول ہے کہ آپ ذی علم ارادت مندوں کو "حصن حصین" کا حوالہ دیتے ہیں اور جس قدر اوراد اس میں صبح و شام اور دوسرے وقتوں کے لیے لکھے ہیں ان کے ورد رکھنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت قبلہ نے یہ دعا پڑھی: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔ اور ارشاد ہوا کہ وضو کے اندر اسی دعا کا پڑھنا حدیث سے ثابت ہے اور کسی دعا کا پڑھنا حدیث میں نہیں آیا۔ سنت فجر کے بعد یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ وَمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ۔ اور داہنے پہلو پر ذرا لیٹ جائے۔ ہر فرض کے بعد آیتہ الکرسی خَالِدُوْنَ تک اور کلمہ توحید یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ایک مرتبہ پڑھے۔

ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ آیتہ الکرسی عظیم تک پڑھنا

Marfat.com

چاہیے یا خَالِدُوْنَ تک۔ ارشاد ہوا کہ جہاں تک چاہے ہم تو خَالِدُوْنَ تک پڑھتے ہیں۔ نماز فجر اور مغرب کے بعد کلمہ مذکور دس دس مرتبہ پڑھے۔ حضرت کا معمول تھا کہ جن فرضوں کے بعد سنت موکدہ ہے ان کے بعد آپ کچھ نہیں پڑھتے تھے۔ فرض کے بعد اس قدر کہہ کر آپ کھڑے ہو جاتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ مگر آخر میں یہ معمول ہو گیا کہ بعد فرض مغرب دس مرتبہ کلمہ توحید پڑھ کر سنت پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور یہی معمول حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا تھا۔ بعد نماز صبح یہ معمول رہا کہ کلمہ توحید دس مرتبہ پڑھ کر ہاتھ اٹھائے اور اس قدر پڑھا: اَللّٰھُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَامُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَایَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اور منہ پر ہاتھ پھیر لیے بعد ازاں آیتہ الکرسی وغیرہ پڑھ کر طلوع آفتاب تک مراقب رہتے ہیں پھر چار رکعت اشراق کی پڑھتے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ اور قُلْ ھُوَاللّٰہُ بھی ہر نماز کے بعد پڑھے۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا میں ہر نماز کے بعد دس مرتبہ قُلْ ھُوَاللّٰہُ پڑھتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ قُلْ ھُوَاللّٰہُ پڑھنا حدیث میں آیا ہے میں بھی پڑھتا ہوں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۱۰۰ مرتبہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ ۱۰۰ مرتبہ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ ۱۰۰ مرتبہ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ۱۰۰ مرتبہ اور درود شریف دس مرتبہ صبح و شام پڑھے۔ اور وقت چاشت کے کلمہ توحید ۱۰۰ مرتبہ پڑھے۔ بعد نماز مغرب سورہ قیامہ' سورہ سجدہ' سورہ واقعہ اور سورہ یٰسین پڑھے اور بعد نماز صبح بھی سورہ یٰسین پڑھے۔ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ شروع حال میں اکثر اس سورہ کو نماز تہجد اور نماز چاشت اور فی زوال میں بتکرار پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ کبھی ۸۰ مرتبہ اس کے پڑھنے کی نوبت پہنچی تھی اور کبھی کم اور کبھی اس

Marfat.com

سے بھی زیادہ نماز تہجد میں سورہ یٰسین کا پڑھنا نہایت موجب برکات لکھا ہے اور بعد نماز عشا سورہ تَبَارَکَ الَّذِیْ اور سورہ بقرہ کے شروع کی چار آیتیں یعنی الٓمٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور آخر کی دو آیتیں یعنی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورہ تک اور سورہ حشر کے آخر کی چار آیتیں یعنی لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ سے آخر سورہ تک اور چاروں قل تین تین مرتبہ پڑھے اور جب لیٹے تو کہے بَاسْمِکَ وَضَعْتُ جَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ۔ اور یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَ وَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَیْکَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَ اَلْجَئْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَةً وَّ رَهْبَةً اِلَیْکَ لَامَلْجَأَ وَلَامَنْجَأَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ نَزَّلْتَ وَ نَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔ پھر سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ اور سو مرتبہ قُلْ هُوَاللّٰهُ پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح کو بخش دے اور دعا مانگ کر سو رہے۔ جب سوتے سے آنکھ کھل جائے تو یہ پڑھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ حدیث میں آیا ہے کہ اسے پڑھ کر جو دعا مانگے گا وہ قبول ہوگی۔ پچھلی رات کو سو کے اٹھتے ہی کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔ اور جب اٹھ کے بیٹھے تو پڑھے: اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْهِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْهِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِیْهِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ وَعْدُکَ الْحَقُّ وَ

Marfat.com

لِقَائُکَ حَقٌّ وَ قَوْلُکَ حَقٌّ وَّالْجَنَّةُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَّ مُحَمَّدٌ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْکَ اَنَبْتُ وَ بِکَ خَاصَمْتُ وَ اِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَ مَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ پھر مسواک کرے اور وضو کر کے دعائے معمولہ پڑھ کے سورہ آل عمران کے آخر کی دس آیتیں آسمان کی طرف نظر اٹھا کے پڑھے، یعنی: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ سے لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ تک۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان آیتوں کو کبھی وضو کرنے کے بعد پڑھا ہے اور کبھی پہلے پڑھا ہے۔ طالب کو اختیار ہے کہ وضو کے پہلے پڑھے یا بعد پڑھے اس کے بعد تہجد کی نماز میں مشغول ہو۔

خصوصی دعائیں

یہاں چند وہ دعائیں لکھ دینا مناسب ہیں جن کے پڑھنے کا حضرت عالی نے مکرر ارشاد فرمایا: (۱) اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اے اللہ ہم دنیا و دین میں تجھ سے بخشش اور عافیت چاہتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ اے اللہ تیرا نام عفو ہے اور تو معاف کرنے کو دوست رکھتا ہے، میرے گناہوں کو معاف کر دے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں، تیری محبت اور

جو تجھے چاہے اس کی محبت اور وہ کام جو تیری محبت کو پہنچائے۔ اے اللہ تو اپنی محبت مجھے زیادہ پیاری کردے اپنی جان سے اور سب کنبے سے اور جیسا پیاسے کو ٹھنڈا پانی ہوتا ہے اس سے بھی زیادہ۔ ذاتی توجہ اور انس مقصود ہے اس کو حاجت ہو یا نہ ہو۔

آخر ذیقعدہ ۱۳۰۷ھ میں شب کے وقت حاضر خدمت بابرکت تھا۔ ارشاد ہوا کہ اس امر میں اختلاف ہے کہ رویت باری تعالیٰ خواب میں ممکن ہے یا نہیں مگر حق یہ ہے کہ ہو سکتی ہے' امام احمد حنبلؒ نے کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے۔

فنافی الرسول اور ولایت

ارشاد ہوا کہ افعال ظاہری رسول اللہ ﷺ بہ سہولت اور بے تکلف ہونے لگنا یہی فنافی الرسول کی علامت ہے اور کچھ نہیں۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ حضرت حالتیں تو سب کچھ طاری ہوتی ہیں مگر وہ جو بات ہے وہ نہیں ہے۔ ارشاد ہوا کہ "کوئی آسمان پر اڑنے نہیں لگتا ہے ولایت اسی کو کہتے ہیں کہ احکام شریعت بے تکلف ہونے لگیں اور افعال شریعت ایسے ہو جائیں کہ گویا امور طبعی ہیں"۔

ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ "وحدت الوجود" کی نسبت حضور کی کیا رائے ہے۔ ارشاد ہوا کہ جب کچھ نہ تھا تو یہ سب کچھ کہاں سے آ گیا۔ عصر کے وقت "بخاری شریف" کا سبق جب ختم ہو گیا تو حکیم عظمت حسین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب سے فرمایا کہ علیحدہ چلو اور میرا ہاتھ پکڑ کے علیحدہ لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ یہ تو بتاؤ کہ انبیائے کرام کو تحمل کیوں زائد تھا۔ حکیم صاحب نے عرض کیا کہ آپ ہی ارشاد کیجئے فرمایا: کہ غلبہ توحید۔ اس ارشاد کی غالباً یہ وجہ تھی کہ ان

Marfat.com

دنوں بعض واقعے ایسے پیش آئے تھے جن میں حضرت نے بہت ہی تحمل فرمایا تھا۔ ہم اپنے دل میں یہ خیال کرتے تھے کہ اس تحمل کی کیا ضرورت ہے' اس کے دفع کرنے کو یہ ارشاد ہوا۔

دست غیبت کے عمل کے نقصانات

ارشاد ہوا کہ جو دست غیبت کا عمل کرتے ہیں اگر اہل نسبت ہوں تو نسبت سلب ہو جائے اور سارے عملوں کا یہی حال ہے۔ دست غیبت کا ذکر تو آپ نے ایک ہی مرتبہ فرمایا مگر مطلق اعمال کے لیے کئی مرتبہ یہی ارشاد کیا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ مجھے تسخیر کا عمل آتا ہے ہم نے تو تسخیر کا عمل کبھی نہیں کیا البتہ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ کا مراقبہ کیا کرتے ہیں۔ یعنی تسخیر عالم کی وہ وجہ نہیں ہے جو کوتاہ اندیش کم مایہ لوگ خیال کرتے ہیں بلکہ وہ وجہ ہے جس کا ذکر حدیث میں آیا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اس کا اعلان فرشتوں میں کردیتا ہے اور اس کو محبوب رکھنے کا حکم فرماتا ہے اور فرشتے اہل زمین کے قلوب کو اطلاع دیتے ہیں جس کی وجہ سے اہل زمین کو خواہ مخواہ اس سے انس پیدا ہوتا ہے اور خود بخود دل اس طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضرت بڑی مشکل ہے کہ "حضرات نقشبندیہ" تو حصول مقصود کو صحبت شیخ پر منحصر رکھتے ہیں اور حضرت کے یہاں کوئی رہنے نہیں پاتا پھر طالب کیا کرے۔

حضرات نقشبندیہ اپنے مریدوں پر نگاہ رکھتے ہیں

ارشاد ہوا کہ تم نے سنا ہے کہ قاز ایک جانور ہے وہ انڈے دے کر اڑ جاتا ہے اور محض خیال سے انڈے سیتا ہے اور صرف اس کے خیال ہی سے انڈے سیئے

Marfat.com

جاتے ہیں اور بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنی قدرت بھی نہیں دی۔

برادر مکرم مولوی عبدالکریم صاحب جب حضرت کی خدمت میں آکر رہے اور کچھ عرصہ گزر گیا اتفاقاً ایک شب میں حاضر خدمت بابرکت تھا۔ دل میں یہ خیال آیا کہ مولوی صاحب کیا خوش نصیب ہیں کہ ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے ہیں' ایک ہم کم نصیب ہیں کہ دور پڑے ہیں اسی وقت ارشاد ہوا کہ ساتھ رہنے سے کیا ہوتا ہے جو بات ہونے والی ہوتی ہے وہ ایک گھڑی میں ہو جاتی ہے۔ ایک مرتبہ چند ایسے شخصوں کا ذکر آیا جو پہلے کسی کے مرید تھے اور پھر حضرت قبلہ سے بیعت کی' میں نے عرض کیا کہ صوفیہ تکرار بیعت کو منع کرتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اگر مرشد اول صاحب نسبت نہ ہو اور دوسرا صاحب نسبت ہو تو تکرار واجب ہے صاحب نسبت سے صرف بیعت کرنا باعث نجات ہے۔ قیامت کے دن جب اس کے حال پر عنایت الٰہی ہوگی تو اس کا پرتو اس کے مردوں کو پہنچے گا اور سب اس کے ہمراہ جنت میں جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ صاحب نسبت ہونا کیونکر معلوم ہو' ارشاد ہوا کہ معلوم ہو جاتا ہے۔

جمعرات کو حجامت بنوانے کا معمول

بدھ کے روز میں حاضر خدمت تھا خادم حجام سامنے آگیا' ارشاد ہوا کہ بدھ کے روز حجامت بنانے کو مشائخ نے منع کیا ہے اور بہت خطرات اس میں بیان کیے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کس روز حجامت بنانا بہتر ہے۔ ارشاد ہوا کہ جمعرات کو۔ جمعرات کے دن سر منڈانے میں مشائخ نے بڑے برکات بیان کیے ہیں۔ جمعرات کی صبح کو سفر کرنا بھی اچھا ہے' جمعہ کو سفر کرنا نہ چاہیے اور جو سفر میں ہو تو جمعہ کو چلنا کچھ

Marfat.com

مضائقہ نہیں اور اگر مکان پر ہو تو بعد جمعہ سفر کرے۔

تسبیح کا معمول صحابہ رضی اللہ عنہ سے جاری ہے

ایک مرتبہ مجھے رخصت کرنے کی غرض سے حضرت مسجد سے نکل کر دور تک تشریف لائے راہ میں جیب سے تسبیح نکال کر ارشاد فرمایا کہ لو یہ تبرک ہے تسبیح پڑھا کرو۔ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ بدعت ہے غلط ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دانوں کو پرو دیا ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ ابو نعیم "حلیتہ الاولیا" میں نعیم ابن محیریز سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تاگا تھا جس میں دو ہزار گرہیں تھیں بغیر اس کے پڑھے آپ نہیں سوتے تھے۔ ملا علی قاری نے بھی مرقاۃ میں اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس روایت کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بایں الفاظ مروی ہے۔ نِعْمَ الْمُذَكِّرُ السُّبْحَةُ یعنی تسبیح عمدہ یاد دلانے والی ہے اس سے ظاہر ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو دانے پرو دیے گئے تھے اور سبحہ یعنی تسبیح اس کا نام رکھ دیا گیا تھا۔ اگرچہ اس حدیث کی سند کو ضعیف لکھا گیا ہے مگر اس کے ضعیف ہونے سے اصل مقصود میں فتور نہیں آتا اور حضرت عالی نے جو اثر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تسبیح کی ہیت خاص کی سند میں بیان فرمایا اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ بغیر اس سند کے تسبیح کا جواز ثابت نہیں ہو سکتا بلکہ ثبوت جواز کے لیے اس قدر کافی ہے کہ بہت سی روایتوں سے صحابہ رضی اللہ عنہ اور ازواج مطہرات کا گٹھلیوں اور کنکریوں پر پڑھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھ کر منع نہ کرنا ثابت ہے۔ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں شرح مشکوۃ سے ناقل ہیں: وَجَاءَ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا نِعْمَ الْمُذَكِّرُ

السَّبحَةُ قَالَ اِبنُ حَجَرٍ وَالرِّوَايَاتُ بِالتَّسبِيحِ بِالنَّوَیٰ وَالحَصَا کَثِیرَۃٌ عَنِ الصَّحَابَۃِ وَبَعضِ اُمَّھَاتِ المُؤمِنِینَ بَل رَاٰھَا ﷺ وَاَقَرَّھَا عَلَیهِ انتھی اور علامہ شامی "ردالمحتار" میں فرماتے ہیں: وَدَلِیلُ الجَوَازِ مَارَوَاہُ اَبُودَاؤدَ وَالتِّرمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابنُ حَبَّانَ وَالحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیحُ الاِسنَادِ عَن سَعدِ بنِ اَبِی وَقَّاصٍ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی اِمرَاَۃٍ وَبَینَ یَدَیھَا نَوًی اَو حَصًا یُسَبِّحُ بِهٖ فَقَالَ اُخبِرُکَ بِمَا هُوَ اَیسَرُ عَلَیکَ مِن ھٰذَا اَو اَفضَلُ فَقَالَ سُبحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَآءِ وَسُبحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الاَرضِ وَسُبحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا بَینَ ذٰلِکَ وَسُبحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَالحَمدُ لِلّٰہِ مِثلُ ذٰلِکَ وَاللّٰہُ اَکبَرُ مِثلُ ذٰلِکَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مِثلُ ذٰلِکَ وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مِثلُ ذٰلِکَ۔ فَلَم یَنھَھَا عَن ذٰلِکَ وَاِنَّمَا اَرشَدَھَا اِلٰی مَا هُوَ اَیسَرُ وَاَفضَلُ وَلَو کَانَ مَکرُوھًا لَبَیَّنَ لَھَا ذٰلِکَ وَلَا تَزِیدُ السَّبحَۃُ عَلٰی مَضمُونِ ھٰذَا الحَدِیثِ اِلَّا بِضَمِّ النَّوٰی فِی خَیطٍ وَمِثلُ ذٰلِکَ لَا یَظھَرُ تَاثِیرُہٗ فِی المَنعِ انتھی۔ الغرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا گٹھلیوں وغیرہ پر پڑھنا تو ثابت ہے اب رہی تسبیح اس میں وہی دانے ہیں مگر تاگے میں پروئے ہوئے یعنی ان دانوں میں شکل خاص پیدا ہوگئی جس کے سبب سے وہ دانے محفوظ ہو گئے اور منتشر ہونے سے بچے۔ پس جب اصل کا ثبوت تقریر رسول اللہ ﷺ سے ہے تو اس ہیئت سے بدعت اور ممنوع نہیں ہو سکتی۔ اس

Marfat.com

کی وجہ یہ ہی کہ جتنے امور شریعت سے ثابت ہیں وہ دو قسم پر ہیں' ایک وہ جن کا مادہ یعنی اصل اور اس کی ہیئت شارع علیہ السلام نے متعین اور مقرر کر دی ہے جیسے نماز روزہ وغیرہ۔ اس میں کسی طرح کی بیشی و کمی نہیں ہو سکتی اور جو شکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرما دی ہے وہی مقبول ہے اور سوا اس کے اور جو شکل اس میں نکالی جائے وہ مردود ہے۔ دوسرے وہ جن کی شکل متعین نہیں کی صرف مادہ بیان فرمادیا ہے جیسے اعلائے کلمۃ اللہ یا مطلق ذکر خدا یعنی یہ تو ارشاد ہوا کہ اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا مگر ذکر کثیر کی سب شکلیں بیان نہیں فرمائیں۔ اسی طرح جہاد کا تو حکم دیا مگر اس کے لیے کوئی خاص طور ارشاد نہیں ہوا اس قسم کے امور جس طور پر کیے جائیں گے اور جو شکل ان کی ہو گی اسے خلاف شریعت نہیں کہہ سکتے کیونکہ شارع علیہ السلام کا شکل خاص کے بیان کرنے سے سکوت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ امر جس شکل سے کیا جائے وہ خلاف مرضی شارع نہیں ہے کیونکہ اَلسُّكُوْتُ فِیْ مَعْرَضِ الْبَيَانِ بیان پس جس پیرایہ میں ہو وہ اصلی امر ظاہر ہو گا۔ شارع علیہ السلام کی مرضی کے مطابق ہو گا البتہ اگر ایسی شکل اختیار کی جائے جس کا ممنوع ہونا شریعت سے ثابت ہے تو بلاشک وہ شکل ممنوع اور خلاف مرضی شارع علیہ السلام ہو گی اور تسبیح کی شکل اس قبیل کی نہیں ہے۔ اس وجہ سے وہ ممنوع اور بدعت نہیں ہو سکتی۔ اسی قبیل سے وہ اذکار و اشغال ہیں جو صوفیہ کرام نے بیان فرمائے ہیں۔ فَاحْفَظْ وَاسْتَقِمْ۔ الغرض اگر اثر مذکور اور حدیث مزبور کا ثبوت کامل ہے تو تسبیح کا ثبوت نہایت ظاہر ہے اور اگر بالفرض ان دونوں روایتوں کا ثبوت کامل نہ ہو تو بھی تسبیح کے ثبوت میں کلام نہیں ہے۔ اس مختصر تقریر سے بہت سے جھگڑے طے ہو جاتے ہیں اگر بنظر انصاف و غور دیکھا جائے وَاللّٰهُ وَلِیُّ التَّوْفِيْقِ۔

Marfat.com

بعض اہل اللہ کے حالات

ارشاد ہوا کہ حضرت شاہ مینا صاحب لکھنؤ میں بڑے عالی نسبت تھے، میں مزار پر جایا کرتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ عرش سے لے کر مزار تک انوار کا ہجوم ہے اور "آرہ رہ رہؒ" ہے اور ایک "پیر جلیلوں" ہیں۔ لکھنؤ میں ان کی نسبت ان سے بھی عالی ہے اور ایک "شاہ بخارا" ہیں وہ بھی بڑے شخص ہیں۔ "مولوی عبدالرحمٰن صاحب" بھی ہیں اور عالم ہیں اور شاہ مینا صاحب گلستان بوستان تک پڑھے تھے مگر مولوی صاحب ان کو ہرگز نہیں پاتے۔

Marfat.com

ولایت عنایت الٰہی سے ملتی ہے

اس کے بعد فرمایا کہ نیک بختی اور شئے ہے اور ولایت اور چیز ہے۔ ولایت محض عنایت خدا سے ہوتی ہے۔ حضرت شاہ محمد آفاق صاحب کے پاس بیس بیس برس لوگ رہے اور حضرت فرماتے تھے کہ ہم بہت چاہتے ہیں مگر کچھ نہیں ہوتا اور جس کو وہ چاہتا ہے ایک توجہ میں ہو جاتا ہے۔ یہ ارشاد فرما کے آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ پڑھنے پڑھانے سے کیا ہوتا ہے۔ دیکھو میں کچھ قرآن شریف پڑھ لیتا ہوں اور تھوڑا سا کچھ اور پھر لطف میں آکر فرمایا کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جان قربان کرنا چاہیے۔ اس سے سب کچھ ہوتا ہے اور چند شعر پڑھے جن میں سے دو شعر یہ ہیں۔

سحر میں سامری کے کیا قدرت
تیری آنکھوں میں جو اثر دیکھا
ہجوم داغ نے میری یہ گل فشانی کی
کہ اس نے آپ تماشے کو مہربانی کی

یہ باتیں میری طرف خطاب کر کے فرمائیں۔ اگرچہ اور صاحب بھی بیٹھے تھے اس سے میری اندرونی حالت میں عجیب لطف کا تغیر ہوا۔ سبحان من نور قلوب العارفین بنور العرفان۔ ایک مرتبہ مولوی نور صاحب، مولوی انوار صاحب لکھنوی، شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہم کا ذکر آیا، کسی کی نسبت ارشاد ہوا کہ صلحائے وقت میں سے تھے، کسی کی نسبت فرمایا کہ ذاکر شاغل تھے مگر حضرت شاہ عبدالقادر صاحب کی نسبت ارشاد ہوا کہ ہاں شاہ عبدالقادر صاحب البتہ صاحب نسبت تھے۔ کچھ صاحب نسبت ہونا ٹھٹھے کی بات ہے۔ میں نے عرض کیا کہ صاحب نسبت کسے کہتے ہیں، ارشاد ہوا کہ جاگتے اور سوتے کسی حال

Marfat.com

میں اسے غفلت نہیں ہوتی اور جس امر کے دریافت کی طرف وہ متوجہ ہوتا ہے اس طرف سے اس کا القا ہو جاتا ہے ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔

سلسلہ مداریہ

ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ حضرت لوگ مشہور کرتے ہیں کہ "سلسلہ مداریہ" سخت ہو گیا اب اس میں کوئی ولی نہیں ہوتا۔ ارشاد ہوا کہ دہلی میں ایک روز اہل اللہ کا مجمع تھا اور ان میں حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اتفاقاً اس طرف سے "مداریوں" کا غول نکلا بعض لوگ کہنے لگے بھلا دیکھو تو سہی ان میں کوئی صاحب نسبت بھی ہے، حضرت نے فرمایا کہ ٹھہرو میں دیکھتا ہوں۔ تحمل کے بعد فرمایا کہ فلاں شخص ان میں صاحب نسبت ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ بھلا تمہی بتاؤ کہ دہلی سے لے کر بریلی مراد آباد تک نقشبندیہ' قادریہ' چشتیہ میں کون شخص صاحب نسبت ہے۔ اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ "سلسلہ مداریہ" سخت نہیں ہوا البتہ اس میں کامل کم ہوتے ہیں۔ سو اب اور سلاسل میں بھی اہل کمال کی کمی ہے۔ ایک روز میں نے (۱) عابد علی شاہ صاحب لکھنوی کا ذکر کیا فرمایا کہ یہ صاحب بالفعل لکھنؤ میں موجود ہیں۔ منشی امتیاز علی صاحب وزیر ریاست بھوپال رئیس کاکوری کی کوٹھی پر کچھ عرصے سے قیام رکھتے ہیں۔ پہلے ان کو جذب محض تھا اب سلوک ہے مگر کامل نہیں البتہ وہ جھکا جھک ہیں۔ موجودہ درویشوں میں یہ کلمہ کسی کی نسبت میرے رو برو نہیں۔ فرمایا: اس سے بہت بڑی تعریف ان کی نکلتی ہے۔ ایک روز عصر کے وقت اس کم ترین کو نزدیک بلا کر ارشاد کیا کہ مولوی عبدالقادر دہلوی کے ترجمے قرآن سے دو سو برس پیشتر بھاکھہ میں نہایت عمدہ ترجمہ قرآن شریف کا ہوا ہے ہم نے دیکھا ہے۔ اللہ کا ترجمہ جانتے ہو' ہندی میں کیا ہے۔ میں نے تحمل کیا' فرمایا: "من

Marfat.com

موہن"۔ الہ کو ولہ یلہ سے بھی مشتق کہتے ہیں۔ من کہتے ہیں دل کو موہن موہنے والا یہ کہتے ہوئے زور سے چیخ ماری آہ کی۔ اس وقت میری حالت بھی متغیر ہوگئی' بعد سکون میرے دل میں یہ خطرہ آیا کہ "نقشبندیہ" میں تو ضبط و سکون ہے یہ شورش کس وجہ سے ہے۔

نقشبندیہ مجددیہ میں نسبت جذبیہ

ارشاد ہوا کہ خاندان نقشبندیہ مجددیہ میں نسبت جذبیہ یہی ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ نے تین برس تک ایک مجذوب کی صحبت میں رہ کر نسبت جذبیہ حاصل کی ہے۔ اس تین برس میں خواجہ صاحب کا یہ معمول رہا ہے کہ دو گھنٹے ہر روز اس مجذوب کی خدمت میں رہتے تھے اس میں گرمی اور برسات اور جاڑہ سب برابر تھا اگر وہ بیٹھے رہتے تھے تو خواجہ صاحب بھی بیٹھے رہتے تھے اور اگر وہ پھرتے تھے تو خواجہ صاحب بھی ان کے ہمراہ پھرا کرتے تھے خواہ کیسی ہی دھوپ ہوتی یا کیسا ہی پانی برستا۔ یہ بھی ارشاد ہوا کہ بعض مجذوبوں کی نسبت صحیح ہوتی ہے اور بعض کی صحیح نہیں ہوتی جن کی نسبت صحیح ہوتی ہے وہ احکام شریعت کا بہت ادب کرتے ہیں۔ ایک روز بعد عصر "بخاری شریف" کے سبق میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر آیا' صاحبزادہ جناب احمد میاں صاحب نے فرمایا کہ کنہیا کی سولہ ہزار گوپیاں تھیں۔ فقیر کہتا ہے کہ بعض اور حضرات نقشبندیہ نے بھی ایسا کچھ کہا ہے۔ چنانچہ قیوم دوران حضرت مرزا مظہر جان جانان قدس سرہ اس شخص کے خواب کی تعبیر میں فرماتے ہیں جس نے دیکھا تھا کہ ایک جنگل آگ سے بھرا ہوا ہے اور کنہیا اس کے بیچ میں ہے اور رام چندر اس کے کنارہ پر' ایک شخص نے اس کی تعبیر میں بیان کیا کہ یہ لوگ کافروں کے سردار ہیں اس لیے جہنم کی آگ میں جلتے ہیں۔ مرزا

Marfat.com

صاحب نے فرمایا کہ اس کی تعبیر دوسری بھی ہو سکتی ہے۔ جتنے لوگ گزر گئے ہیں ان میں سے کسی خاص شخص پر کفر کا حکم کرنا بغیر ثبوت شرعی جائز نہیں ہے اور ان دونوں کا حال نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث میں اور قرآن مجید میں آچکا ہے کہ ہر قریہ میں ہدایت کرنے والا گزرا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہندوستان میں بھی کوئی ہادی گزرا ہو گا۔ اس تقدیر پر ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اپنے عہد میں ولی ہوں یا نبی اور رام چندر نسبت سلوک تعلیم کرتا ہو اور کشن نسبت جذبی چونکہ کنہیا میں ذوق و شوق کا غلبہ تھا اس لیے وہ عشق و محبت کی آگ میں جلتا ہوا نظر آیا اور رام چندر پر سلوک غالب تھا' جذب کو طے کر چکا تھا اس وجہ سے وہ اس آگ کے کنارے نظر آیا۔ مگر بعد میں ان کے نام لیوا گمراہ ہو کر بت پرست ہو گئے ہوں۔ حضرت حاجی محمد افضل قدس سرہ نے اس تعبیر کو بہت پسند کیا اور خوش ہوئے۔

اعلیٰ حضرت شاہ محمد آفاق قدس سرہ کے حالات

حضرت نے اعلیٰ حضرت شاہ محمد آفاق قدس سرہ کی کرامات میں بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مراقب تھے۔ اور آپ نے کشف میں دیکھا کہ آپ کا ایک مرید پٹھان لڑائی میں گھر گیا اور ایک دشمن نے اس کے بھالا مارا اس نے دیکھا کہ حضرت سامنے آگئے اور وہ بالکل بچ گیا یہاں حضرت نے اپنے خادموں سے فرمایا کہ ادھر آؤ' دیکھو! ہماری پیٹھ میں کیا ہوا ہے۔ دیکھا تو زخم تھا کپڑا پھاڑ کر بھرا گیا۔ حضرت نے اس کی وجہ بیان نہیں فرمائی جب وہ پٹھان آیا تو اس نے بیان کیا۔

دوسری کرامت یہ بیان فرمائی کہ ایک غریب نے آکر عرض کیا کہ میرے پاس دو پیسے ہیں اور گھر میں کھانے والے بہت ہیں کیا کروں حضرت نے فرمایا کہ اچھا ان پیسوں کا رانگا لے آؤ۔ وہ بے تامل لے آیا فرمایا کہ یہ بوٹی کہتی ہے کہ مجھ سے چاندی

Marfat.com

بنتی ہے بنا کر دیکھو۔ اس نے بنائی بن گئی تو اس نے اچھی طرح سے بال بچوں کو کھلایا۔ اس ذکر میں یہ بھی فرمایا کہ ایک روز ہم مسجد میں بیٹھے تھے اور بہت سے فسادی ہندو مارنے کو چڑھ آئے۔ ہمارے پاس فقط ایک آدمی تھا ہم باہر نکلے انہوں نے بندوق سے فائر کیے۔ مگر خدا کی قدرت کہ ہمیں ایک گولی نہ لگی۔ ایک شب مسجد کانپور جسے ہندوؤں نے شہید کر دیا تھا کا تذکرہ ہوا جس میں میں نماز پڑھتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ مسجد ٹیڑھی ہے، قبلہ کے رخ نہیں ہے۔ ارشاد ہوا کہ تم سیدھی نہیں کر دیتے ایک گاؤں کا نام لے کر فرمایا کہ اس میں ایک مسجد کو لوگ ٹیڑھی کہتے تھے میں نے وہاں نماز پڑھی اور تھوڑی دیر بیٹھا پھر میں نے لوگوں سے کہا کہ دیکھو تو یہ مسجد سیدھی ہے یا ٹیڑھی۔ خدا کی قدرت پھر جو دیکھا تو وہ مسجد سیدھی تھی۔ یعنی تھوڑی دیر بیٹھ کر جو آپ نے توجہ اور ہمت فرمائی تو خدا تعالیٰ نے اس مسجد کو سیدھا کر دیا۔

اولیا را ہست قدرت از الٰہ

ارشاد ہوا اس کی کیا وجہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سینکڑوں مریضوں کو ایک پھونک میں اچھا کر دیتے تھے پھر خود ہی جواب میں دو شعر پڑھے جن میں ایک شعر یہ ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

پھر ارشاد ہوا کہ ایک کوڑھی میرے پاس آیا اول تو میں اس پر خفا ہوا پھر اسے علیحدہ کھانے وغیرہ کو دے دیا کیونکہ شریعت میں اسی طرح ہے۔ پھر میں نے کچھ دم کر دیا اور دوا بھی کھانے کو بتا دی۔ چند روز کے بعد وہ اچھا ہو کر آیا اور پچیس روپیہ نذر کیے اس کی لڑکی کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اس کے لیے دعا کرائی، اللہ نے اس کے اولاد دی۔

اولیاء اللہ انبیاء کی نسبت پر ہوتے ہیں

اس کے بعد فرمایا کہ جس ولی کو جس پیغمبر سے نسبت ہوتی ہے اس کی سی کرامات کم و بیش اس سے ہوتی رہتی ہیں۔ ارشاد ہوا کہ ایک مرتبہ بھیڑیا ایک لڑکے کو اٹھا کر لیے جاتا تھا اور بہت لوگ غل مچاتے اس کے پیچھے دوڑے آتے تھے۔ میں بھی باہر نکلا بھیڑیا میرے روبرو سے ہو کر گزرا میں نے آہستہ سے کہا کہ چھوڑ دے کیوں لیے جاتا ہے۔ اس نے اسی وقت چھوڑ دیا اور میری طرف بھینی بھینی نظر سے دیکھتا ہوا چلا گیا۔

اللہ کی محبت جنت کے نظاروں سے اعلیٰ ہے

مکرر ارشاد ہوا کہ اللہ کی محبت میں جو مزہ ہے وہ جنت کی چیزوں میں نہیں ہے حور و قصور اور کھانے کی چیزیں اور حوض کوثر ان سب کا مزہ اس مزہ کے روبرو کچھ نہیں ہے۔ عاشقوں کو جنت بھی اسی وجہ سے پسند ہوگی کہ اس میں اسی کا جمال ہے۔

عاشقان را روز محشر با قیامت کار نیست
کار عاشق جز تماشای جمال یار نیست

ہمیں یہ مزہ قرآن مجید پڑھنے میں آتا ہے۔ جنت میں جب ہمارے پاس حوریں آئیں گی تو ان سے کہیں گے کہ آؤ! ذرا قرآن مجید تو سن لو۔ بعض مرتبہ ایسی کیفیت طاری ہوتی کہ قریب تھا کہ دم نکل جائے مگر حضرت پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اللہ کے فضل سے بچ گئے۔ ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ حضرت محمد آفاق قدس سرہ نے مجھے امام کیا، میں نے نماز پڑھائی۔ بعد نماز حضرت نے اپنے خلفاء سے کہا کہ ہم نے یہاں سے لے کر ولایت تک بہت سے مشائخ کے پیچھے نماز پڑھی ہے مگر یہ مزہ نہیں

آیا جو اس کے پیچھے آیا۔

بعض اعمال کا ذکر

ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ حضرت میرے ذمہ قرض ہو گیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔ میں نے عرض کیا کہ کس قدر پڑھوں۔ ارشاد ہوا کہ جس قدر چاہو۔ بعد اس ارشاد کے میں کبھی گیارہ مرتبہ اور کبھی اکیس مرتبہ اور کبھی پچیس مرتبہ صبح و شام پڑھ لیتا تھا۔ اللہ نے قرض ادا کر دیا۔ ایک مرتبہ نہیں اکثر ایسا اتفاق ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت لوگ تعویذ بہت مانگتے ہیں کیا دیا کروں۔ ارشاد ہوا کہ تم پڑھے لکھے ہو کر ایسی بات پوچھتے ہو جو جی میں آیا کرے وہ لکھ دیا کرو۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حضور ہی ارشاد فرمادیں تو خوب ہو ارشاد ہوا کہ: اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا۔ ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ حضرت حمل کی مدت ابھی پوری نہیں ہوئی اور درد ہوتا ہے۔ آپ نے شکر منگوا کر چند مرتبہ اس پر یہ آیت پڑھ کر کھانے کو فرمادیا۔ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ۔

ایک مرتبہ شب کو بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں، ان میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ جب کوئی بھاگے ہوئے کی خبر دے تو سورہ "والضحیٰ" پڑھ کر دستک دے خدا تعالیٰ چاہے تو لوٹ آئے گا۔ اور خلاصی درد زہ کے لیے گڑ پر پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یہ

Marfat.com

آیت پڑھ دے۔ وَ اَلْقَتْ مَا فِیْھَا وَ تَخَلَّتْ۔ اور کھلا دے۔ اور جس کسی کو مرگی آتی ہو اس کے کان میں یہ کہہ دے الٰہی بطفیل حضرت معروف کرخی مرگی فلاں دفع شود۔ ایک مرتبہ یہ بھی ارشاد ہوا تھا کہ کھٹمل کا خون اس کی ناک میں ڈال دو۔ عرصے کے بعد میں نے عرض کیا کہ خوف اسقاط حمل کے لیے حضور کیا پڑھ دیتے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ الحمد اور تینوں قل بعد تامل کے فرمایا: یاد رکھو کہ ہر ایک مرض کے لیے الحمد پڑھ دیا کرو کسی کو گڑ پر کسی کو شکر پر۔ میں نے عرض کیا سورہ فاتحہ' ارشاد ہوا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ۔ میں نے عرض کیا کہ پیشتر حضور فلاں آیت پڑھ دیتے تھے۔ ارشاد ہوا کہ حدیث میں نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف حالت کی وجہ سے معمول میں اختلاف ہوا' آخر میں اتباع سنت کو غلبہ ہو گیا۔ اس وجہ سے انہیں اعمال پر مدار رہا جو بہ تخصیص حدیث میں آئے ہیں۔ اگرچہ کسی اور آیت کا پڑھ دینا خلاف حدیث نہیں ہے۔

برص کا ایک علاج

نسخہ ارشاد ہوا کہ "برص کے لیے فاختہ اور کبوتر کے خون کو ملا کر لگا دے اور کبھی کبھی مہندی یا کتھہ یا عطر لگا دیا کرے"۔ ایک مرتبہ آپ نے جنگلی کبوتر کی قید لگائی تھی۔ اس لیے اسی کا خون ہونا چاہیے۔ اول حضرت کا یہ معمول تھا کہ جس کسی نے کسی مطلب کے لیے پڑھنے کو دریافت کیا تو آپ اکثر "سورہ لایلاف" ایک سو ایک مرتبہ اور پچیس مرتبہ درود اول اور پچیس مرتبہ آخر پڑھنے کو فرمایا کرتے تھے۔ اب اکثر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ سوتے وقت سو سو مرتبہ پڑھنے کو فرماتے ہیں۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رضی اللہ عنہ ایک خط میں تحریر

Marfat.com

فرماتے ہیں "سورہ لایلاف" کہ برای دفع شربہ از و نسخہ نیست و دعای "حزب البحر" ہمچنین بخوانید انتہی۔

اظہار نعمت و بندہ نوازی

۱۲۹۳ھ جب میں حدیث کی سند لے کر حاضر خدمت بابرکت ہوا تو کل کتب احادیث کی اجازت دی۔ بالتخصیص موطائے امام مالک اور حصن حصین کے اور اس میں جو ادعیہ غیر مخصوصہ ہیں' ان کے پڑھنے کو مکرر ارشاد ہوا کتب احادیث میں "موطاء امام مالک" کی تخصیص غالباً اس وجہ سے فرمائی کہ جناب مولانا احمد علی صاحب مرحوم محدث سہارنپوری سے مجھے اس کی سند نہ تھی اور بعض کے نزدیک یہ بھی صحاح ستہ میں داخل ہے۔ اس مرتبہ محبی مولوی حکیم خلیل الرحمٰن خان صاحب بھی میرے ہمراہ تھے۔ اس وجہ سے ارشاد ہوا کہ ہم جب اپنے حضرت کے پاس جایا کرتے تھے تو کسی کو ہمراہ نہیں لیتے تھے اور اگر اتفاقاً کوئی ہمراہ ہو لیا تو جب قریب پہنچتے تھے تو علیحدہ ہو جاتے تھے۔ غرض کہ حضرت کا منشاء یہ تھا کہ تنہا آیا کرو۔ جب میں رخصت ہونے کی غرض سے حضرت کے ہمراہ مسجد کے اندر سے صحن مسجد میں آیا تو حضرت قبلہ میرا ہاتھ پکڑ کے مسجد کے اندر داہنے گوشہ میں لے گئے اور اکڑو بیٹھ کر ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تمہارے پاس آکر بیعت کی درخواست کرے تو خاندان نقشبندیہ اور قادریہ میں مرید کر لیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں اس قابل نہیں ہوں۔ ارشاد ہوا کہ تمہیں اس سے کیا بحث ہے جو ہم کہتے ہیں وہ کرو۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اس بوجھ کو حضور ہی سنبھالیں اور خیال رکھیں' فرمایا ہاں۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ جب فیضان قلب پر آنے لگتا ہے تو اکثر اوقات

Marfat.com

طبیعت اختیار میں نہیں رہتی۔ ارشاد ہوا کہ اس مطلب کے حصول کے لیے دو طریقے رکھے ہیں ایک ضبط و اختیار دوسرا جذب و اضطراب۔ بعضے ضبط کی راہ سے گزرتے ہیں اور بعضے جذب کی راہ سے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا کہ فلاں وقت بے اختیار ہو کر زمین پر گر پڑے اگر ہم پر تم پر ایسی حالت گزری تو کیا عجب ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ بے اختیاری کی وجہ سے اظہار حال ہوتا ہے اور ورود فیضان میں نقص آتا ہے اور بعض وقت فیض بالکل بند ہو جاتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ ایسا نہیں ہے اور اظہار حال اپنے اختیار سے منع ہے نہ بلا اختیار۔ درود شریف کی کثرت کرو۔ دوسری مرتبہ جو میں نے کثرت اضطراب وغیرہ کی شکایت کی تو ارشاد ہوا کہ مثنوی مولانا روم دیکھا کرو۔

ایک عرصہ کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضرت میں بہ نسبت پہلے کے سہ گنا ذکر کرتا ہوں مگر وہ کیفیت نہیں ہوتی جو پہلے ہوتی تھی' اس کا جواب مزاح میں اس طرح ارشاد ہوا کہ تم نے سنا ہے کہ پرانی جورو ماں کے مانند ہو جاتی ہے وہی حالت ذکر کی ہے۔ میں نے رمضان شریف ۱۳۰۶ھ میں خواب دیکھا کہ میں بالکل برہنہ نماز پڑھتا ہوں مگر بیٹھ کر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے بازو کی طرف تشریف فرما ہیں۔ بایں ہمہ مجھے کچھ حجاب نہیں ہے۔ صبح اٹھا تو مجھے برہنگی کی وجہ سے تشویش تھی میں نے حضرت سے یہ خواب عرض کیا: ارشاد ہوا کہ بہت عمدہ خواب ہے۔ برہنہ ہونے سے اشارہ دنیا سے بے لوث ہونا ہے۔ ہم نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ اپنی والدہ سے صحبت کی اور اپنے بھائی کو مار ڈالا' یہ دیکھ کر ہم بہت گھبرائے۔ حضرت سے عرض کیا' فرمایا کہ اس خواب کا دیکھنے والا ولی ہوگا' ماں کی صحبت سے اشارہ خاکساری ہے اور بھائی کے قتل سے مراد نفس کا مار ڈالنا ہے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ

تا از مادر خود جفت نشود و برادر خود را نہ کشد کامل نشود۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت عرصہ ہوا والدہ سے صحبت کرتے

Marfat.com

ہوئے تو میں نے بھی اپنے آپ کو دیکھا تھا مگر بھائی کا قتل کرنا مجھے ! نہیں پڑتا۔ فرمایا کہ اتنی ہی کسر ہے۔ ایک شب حضرت عالی اس نیاز مند سے اپنے بعض واردات اور معاملات بیان فرماتے تھے ان میں ایک یہ ارشاد ہوا کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ہمارے گھر میں جاؤ مجھے جاتے ہوئے شرم آئی۔ اس لیے تامل کیا۔ حضرت نے مکرر فرمایا کہ جاؤ ہم کہتے ہیں میں گیا۔ اندر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف رکھتی تھیں۔ آپ نے سینہ مبارک بالکل کھول کر مجھے بیٹوں کی طرح سینہ سے لگا لیا اور بہت پیار کیا۔ بھلا تم تو سید ہو اور بے شک سید ہو، تم سے بھی ایسے معاملے ہوتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اب تک تو نہیں ہوئے اگر حضور کی توجہ ہوگی تو کیا بعید ہے۔

ایک مرتبہ میں حاضر ہوا' دریافت فرمایا کہ تمہیں بھوپال کا حال کچھ معلوم ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے نہیں معلوم' فرمایا: کچھ نہیں معلوم' میں نے عرض کیا کہ حضرت کوئی نئی بات تو نہیں معلوم۔ ارشاد ہوا کہ یہ اسلامی ریاست ہے تم اس سے ایسے بے پرواہ رہتے ہو اس کا خیال چاہیے۔ ایک مرتبہ میں نے بذریعہ عریضہ عرض کیا کہ دل چاہتا ہے کہ شہر بہ شہر پھروں اور "سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ" پر عمل کروں' حضور سے اجازت چاہتا ہوں اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ مضائقہ نیست بعض اولیا ھمنمودہ اند۔

حضرت کا ذوق شعری

حضرت قبلہ کو اشعار کثرت سے یاد ہیں اور جس مجلس میں آپ لطف میں آکر اشعار پڑھنے لگتے ہیں وہ صحبت بھی عجب لطف کی ہوتی ہے جس کے مزہ کو دل ہی جانتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند اشعار جو آپ کی زبان فیض ترجمان سے

Marfat.com

نکلے ہیں اور اس وقت پیش نظر ہیں انہیں ہدیہ اہل ذوق کروں۔ ایک روز بعد نماز صبح حسب معمول حضرت مراقب تھے اور یہ کمترین پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ رقت طاری ہوئی۔ آپ فارغ ہو کر کھڑے ہوئے، میں اسی حالت میں تھا آپ نے مجھے دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

خوش آں چشمے کہ گریان می نمود
خوش آن جانے کہ بریان می نمود

اس شعر کے سنتے ہی میں از خود رفتہ ہو گیا۔

رباعی

آن کس کہ ترا شناخت جان را چہ کند
فرزند و عزیز و خانمان را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانہ تو ہر دو جہانرا چہ کند

جو صاحب صرف نسب پر فخر کرتے ہوں وہ اس شعر کو ملاحظہ کریں۔

امتیاز شرف آدمیان را حسب ست
بہر تحقیق نسب آدم وحوا کافیست

رباعیات

چوں عود نبود چوب بید آوردم
روی سیہ و موی سفید آوردم
چون خود گفتی کہ نا امیدی کفر ست
فرمان تو بردم و امید آوردم

-----O-----

نہفتہ ہمو شی خیال روی ترا
مباد کز نفسم بشنوند بوی ترا

-----O-----

نفس و شیطان زد کریما راہ من
رحمتت باشد شفاعت خواہ من
کمتر از کم شو اگر داری خبر
ایں طریق کاملان ست ای پسر

-----O-----

گرد نعل اسپ سلطان شریعت سرمہ کن
تاشود نور الٰہی باد و چشمت مقترن
مژہ در چشم "سنائی" چوں سنان تیرباد
گر زمانی زندگی خواہد سنائی بی سنن

-----O-----

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند
کہ برون درچہ کردی کہ درون در آئی؟

-----O-----

ایک دن "صحیح بخاری" کا سبق ہو رہا تھا اس میں وہ حدیث آئی کہ لوگ صحابہ کرام اور ان کے بعد تابعین کو تلاش کیا کرتے تھے تاکہ ان کی برکت سے دشمن پر فتح یابی چاہیں اس وقت حضرت نے یہ شعر پڑھا۔

سرسبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو
ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

"ایتا شاہ" جو ایک کامل درویش تھے ان کا ایک مرید پھر مانگ لکھتا پھرتا تھا۔

Marfat.com

حضرت نے فرمایا کہ وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے بھی لکھنے کی درخواست کی، میں نے کہا کہ ہم نہیں لکھتے۔ یہ بتاؤ کہ یہ تم کیوں لکھواتے ہو اس نے کہا کہ مرشد نے کہا ہے اور میں کچھ نہیں جانتا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم سے سنو، اور یہ قطعہ اسے سنایا۔

کس نے پھر مانگ کہا کس نے منگایا مجھ کو
کس نے دیوانہ صفت آپ پھرایا مجھ کو
تو وہ داتا ہے کہ سیری نہیں دینے سے تجھے
لذت جود سے پھر مانگ سکھایا مجھ کو

یعنی اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ارشاد ہوا ایک روز حضرت "سورہ مریم" پڑھ کر اس کا ترجمہ فرماتے تھے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کے حال میں یہ آیت آئی: وَکَانَ عِنْدَ رَبِّکَ مَرْضِیًّا۔ اس کا ترجمہ یوں کیا "اور تھا اپنے رب کا پیارا"۔ اور زور سے چیخ ماری اور سکوت کیا پھر یہ شعر پڑھا۔

ہمارے پاس ہے کیا جو فدا کریں تجھ پر
مگر یہ زندگی مستعار رکھتے ہیں

اسی روز آپ بیمار ہوئے اور بعض اوقات یہی شعر آپ پڑھتے تھے جس کی وجہ سے ارادت مندوں کو ہراس ہوتا تھا۔ یہ شعر اکثر آپ کی زبان مبارک سے سنا گیا۔

ہجوم داغ نے میری یہ گلفشانی کی
کہ اس نے آپ تماشہ کو مہربانی کی
دن میں سو سو بار واں جانا مجھے
اس میں سودائی کہے یا کوئی دیوانہ مجھے
دل کس کی چشم مست کا سرشار ہو گیا
کس کی نظر لگی کہ یہ بیمار ہو گیا

Marfat.com

ہندی اشعار

اسمن مور لبد گئی تو ہیں
سمرن تور بسر گئی موہیں

اپنے پیا پر تن من وار ون جو وار ون سو تہوارے
ندیا کنارے مورلا بولے میں جانوں پیا مورارے
گونا کے باجے باجن لاگئے انگنا میں ٹھاری لجاؤں
اون کے نام کی آسا لگی ہے جن کا محمد ﷺ ناؤں
جائیے کس واسطے اے درد میخانہ کے بیچ
اور ہی مستی ہے اپنے دل کے میخانے کے بیچ
کیا کریں سیر چمن یاں آرزو کچھ اور ہے
گل کو کیا سونگھیں دماغ اپنے میں کچھ بو اور ہے

ایک مرتبہ فرمایا کہ بوڑھے ہونے سے آتش محبت کم نہیں ہو جاتی بلکہ کچھ زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ شعر پڑھا:

دل ڈھونڈتا سینہ میں مرے بوالعجبی ہے
اک ڈھیر ہے یاں راکھ کا اور آگ دبی ہے

یہاں تک ارشادات ضروریہ حضرت عالی مدظلہم بیان کیے گئے جن میں "طریقہ نقشبندیہ" کی تعلیم تھی۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ کرامت علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جو کچھ طریقہ قادریہ کی تعلیم اس فقیر کو فرمائی تھی اسے بھی بیان کروں تاکہ دونوں طریقوں کے طالب مستفید ہوں۔

سرور انبیاء کی زیارت کا ایک طریقہ

Marfat.com

جناب شاہ کرامت علی صاحب سے جب اول مرتبہ مجھے نیاز حاصل ہوا تو میں نے عرض کیا کہ مجھے مدت سے آرزو ہے کہ حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوۃ والثنا کی زیارت نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا کہ شب جمعہ کو دو گانہ نفل پڑھ کر اس درود شریف کو ہزار مرتبہ پڑھو اور وہیں سو رہو اور کسی سے کلام نہ کرو۔ وہ درود یہ ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَحْمَتِكَ الْعُظْمٰى جَمَالِكَ الْعُلٰى تَجَلِّيْكَ الْاُوْلٰى اَىْ سَيِّدِىْ اَنْتَ حَامِدٌ وَمَحْمُوْدٌ لَاطَاقَةَ لَنَا بِوَصْفِكَ وَلِقَائِكَ يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ مَطْلُوْبِىْ وَمَحْبُوْبِىْ آهْ آهْ حَسْرَتَنَا اَرِنِىْ جَمَالَكَ لِلّٰهِ فَلِلّٰهِ۔

عملیات کی حقیقت

مجھے اس زمانہ میں عملیات کا کسی قدر شوق تھا اس وجہ سے میں نے عمل کی درخواست کی۔ فرمایا کہ ہم نے بھی کچھ عمر اس میں خراب کی ہے کوئی نفع نہیں دیکھا کیونکہ عملیات کا اثر اس وقت ہوتا ہے جب دنیا کی لذتوں کو چھوڑ دے۔ کھانے میں پہننے میں زہد کرے' محنت شاقہ اٹھائے اگر نہیں تو کچھ نہیں پھر اس محنت سے کوئی عمل کیا تو دو ایک امر پر قادر ہو گیا۔ باقی کے لیے پھر احتیاج ہے۔ اب جس عمل کو اس نے قبضے میں کیا اس سے اس کی ذات کو کوئی نفع نہیں دینی منفعت تو ظاہر ہے کیونکہ اعمال میں جو اس قدر محنت کی جاتی ہے اس سے مقصود خدا تو ہوتا ہی نہیں بلکہ دوسرا امر مثل تسخیر وغیرہ کے مقصود ہوتا ہے۔ پھر دینی نفع کیا اس پر مرتب ہو گا۔ دنیا کی حالت یہ ہے کہ جو کی روٹی کھا کے بسر کرتے ہیں پھر اس کی ذات کو کیا لطف ہوا۔ افسوس کہ اتنی محنت بھی کی مگر کوئی نفع نہ ہوا۔ میاں وہ بات حاصل کرو جس

میں دنیا و دین کا لطف آئے اور زبان میں سب کچھ ہو جائے۔ اس ارشاد کے بعد میرا دل عملیات سے سرد ہو گیا۔

سلوک قادریہ کی تعلیم

میں نے عرض کیا کہ وہی بات تعلیم فرمایے جس میں دین و دنیا کا لطف حاصل ہو پھر آپ نے "سلوک قادریہ" تعلیم فرمانا شروع کیا۔ پہلے فرمایا کہ بارہ ہزار مرتبہ اور کم سے کم چھ ہزار مرتبہ کلمہ پڑھا کرو اس طرح کہ جب سو مرتبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیا تو ایک مرتبہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا پھر پاس انفاس کی تعلیم فرمائی کہ جب سانس اندر جائے تو لَآ اِلٰـهَ خیال کرو اور جب باہر آئے تو اِلَّا اللّٰهُ خیال کرو تاکہ اس کی مداومت سے قلب میں ماسوا کی نفی ہو جائے اور خاتمہ اثبات ذات پاک پر ہو کیونکہ روح نکلنے کے وقت سانس باہر کو آتی ہے۔ اس کے بعد ذکر نفی و اثبات اس طریقے سے تعلیم فرمایا کہ دو زانو یا چار زانو بیٹھ کر لا کو قلب کے نیچے سے اٹھائے اور داہنے مونڈھے تک لے جائے اور اِلٰـهَ کو دماغ سے خیال کرے، اور اِلَّا اللّٰهُ کی ضرب زور سے قلب پر لگائے اور ابتداء میں لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور پھر لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور جب قلب میں ماسوائے اللہ کی طلب نہ رہے تو لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ کہے یعنی لا کے ساتھ اپنی اور کل عالم کے وجود کی نفی کرے اور اللہ کا وجود اپنے قلب میں بلکہ ہر جگہ ثابت کرے کوئی تعداد اس کی نہیں فرمائی۔ میرے قوت و شوق پر چھوڑ دیا مگر جہر کے ساتھ کرنے کو فرمایا جب اس کی مزاولت کرتے چند روز گزرے تو ارشاد کیا کہ قلب صنوبری پر لفظ اللہ کا چاندی سے لکھا ہوا خیال کرو اور اس طرح اس کی شکل بھی لکھوا دی۔

اس طرف قلب کا منہ ہے اس کو اوپر کی جانب کر کے اس شکل کو قلب پر رکھ کر لفظ اللہ کو دیکھو اور پھر اسی طرح اپنے دل پر لکھا ہوا خیال کرے۔

جب میں نے یہ شغل شروع کیا تو پہلے کچھ نہیں معلوم ہوتا تھا پھر اس نام پاک میں روشنی اور چمک شروع ہوئی اور ترقی کرنے لگی اور پھر مختلف رنگتیں نظر آنے لگیں اس سے آگے جو حالات گزرے اس کے بیان کی ضرورت نہیں جو کوئی کرے گا وہ خود دیکھ لے گا اور بیان نہ کرنے کا سبب یہ بھی ہے کہ مختلف کیفیتیں گزرتی ہیں کسی پر کیسی، کسی پر کیسی اب اگر ایک کا بیان کیا جائے تو ناواقف دوسرے کی نفی خیال کرے گا جب میں نے زیادتی وحشت اور جذب کی شکایت کی تو فرمایا کہ بعد نماز عشا کے دو سو مرتبہ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ پڑھا کرو۔

یہ باتیں آپ نے صرف تعلیم ہی نہیں فرمائی تھیں بلکہ اس پر عمل کرایا تھا اور اس قدر نوازش و کرم اس ناچیز کے حال پر تھا کہ باوجود مسافت اور ضعف پیری کے ہر روز شام کو غریب خانہ پر تشریف فرما ہوا کرتے تھے اور صبح کو میں حاضر خدمت بابرکت ہوتا تھا۔ میں نے مکرر عرض کیا کہ حسب ارشاد میں محنت تو کرتا ہوں مگر جناب ہمت فرما کر یوں عنایت فرمائیں اس کے جواب میں کبھی تو یہ فرمایا کہ مفت کی چیز کی آدمی کو قدر نہیں ہوتی اور اپنی کمائی ہوئی کی قدر ہوتی ہے اور اس کو ثبات و قرار بھی نہیں ہوتا اور جو محنت سے حاصل ہوتا ہے اسے ثبات ہوتا ہے۔ تم نے حافظ امام علی کا حال نہیں دیکھا کبھی یہ فرمایا کہ تم مجھے گالیاں کھلواؤ گے تمہاری والدہ کہیں گی کہ میرے بیٹے کو کیا کر دیا۔

حافظ امام علی کو خصوصی توجہ

Marfat.com

حافظ امام علی صاحب ایک نہایت صالح شخص تھے آپ کی توجہ ان کے حال پر ہوئی اور بغیر تعلیم ذکرو اشغال ان کی حالت کو بدل دیا۔ آخروہ پڑھنا چھوڑ کر جنگل کو چلے جایا کرتے تھے مگر بعض امور ایسے پیش آئے کہ ناقدری پائی گئی اس واسطے آپ نے سلب کرلیا پھر وہ کورے رہ گئے مگر پھر بہت اصرار کے بعد تین روز تنہائی میں بٹھا کر توجہ دی تیسرے روز توجہ میں عجیب حالت تھی کہ ایک شخص نے مجھے آکر آواز دی اور بار بار پکارنا شروع کیا۔ آخر کو اپنی توجہ ختم کردی اور فرمایا کہ میں نے تو چاہا تھا کہ تمہارے دادا کی جگہ تمہیں کردوں مگر خدا نے نہ چاہا اس کے بعد مجھے بہت فکر ہوگیا اس وجہ سے آپ نے پھر توجہ نہیں دی۔ دو امر کی نصیحت زیادہ فرمائی تھی۔ ایک تو یہ کہ کسی سے بدلہ نہ چاہنا اور صبر بھی نہ کرنا کیونکہ بدلہ نہ لینے سے غرض یہ ہے کہ کسی مخلوق خدا کو ایذا نہ پہنچے اور جب تم نے صبر کیا تو تمہارے بدلے سے زیادہ اس کو ایذا پہنچے گی اور اس پر صبر پڑے گا میں نے عرض کیا کہ حضرت دو ہی طریقے ہیں صبر یا بدلہ۔ جب یہ دونوں نہ کرے تو کیا کرے فرمایا کہ جب کسی سے ایذا پہنچے تو کچھ کہہ لے اور کسی قدر غصہ کرلے اس سے صبر نہ پڑے گا اور بدلہ بھی نہ ہوگا۔ دوسرے یہ کہ محبت خداوندی کو چھپانا چاہیے 'خوب اچھا کھاؤ' اچھا پہنو تاکہ لوگ جانیں کہ انہیں اللہ سے کیا واسطہ ہے مگر دل اس کی محبت میں چور ہو۔ افسوس صد افسوس کہ یہیں تک آپ نے تعلیم فرمائی تھی کہ آپ سخت علیل ہوگئے اور اسی بیماری میں "کالپی" میں جاکر انتقال کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ میری عمر اس وقت غالباً اٹھارہ برس تھی۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

ضمیمہ

مسمی بہ مفید الطالبین

بعد حمد خدا و نعت رسول مقبول کہ عرض دارد فقیر آل بتول۔ پہلا فائدہ جس کے دل میں اس مطلوب حقیقی کا ذوق پیدا ہوا سے چاہیے کہ لباس تقوے سے اپنے آپ کو آراستہ کرے اور بدوں کی صحبت سے پرہیز اور نیکوں کی صحبت اختیار کرے اور نیک بھی وہ جو اس کے خیر خواہ ہوں اور خیر خواہ انہیں سمجھنا چاہیے جو اس کے عیبوں پر اسے مطلع کریں اور نیک کام کی اسے رغبت دلائیں۔ صحبت نیک عجب کیمیا ہے اور صحبت بد زہر قاتل ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

اس زمانے میں صحبت نیک مثل عنقا کے گویا معدوم ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ اگلے بزرگوں کے کلام کی صحبت رکھے یعنی ان کی کتابیں دیکھا کرے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے اور مرشد کامل کی تلاش میں رہے اور جس وقت صدق دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہو گا اور مرشد کامل کے ملنے کی اس سے التجا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے مرشد کامل سے ملا دے گا۔

مرشد کامل کی شناخت

مرشد کامل کی شناخت یہ ہے کہ اس کی صحبت میں دل اللہ کی طرف متوجہ ہو

Marfat.com

اور دنیاوی خیالات دل میں کم آئیں اور ایک قسم کی تسلی اور طمانیت حاصل ہو مگر بوجہ اختلاف حالت قلب کے اثر صحبت میں بیشی اور کمی ہوتی ہے جن کا قلب زیادہ صالح ہے وہ کامل کی صحبت میں بیٹھتے ہی محو ہو جائیں گے اور دنیا کا خیال مطلقاً ان کے دل میں نہ رہے گا اور جن کے قلب میں صلاحیت کم ہے ان کو بقدر ان کی صلاحیت کے توجہ الی اللہ ہوگی اور اس اثر کے لیے کامل کا متوجہ ہونا ضرور نہیں ہے بلکہ فقط اس کی صحبت میں فیضان ہوتا ہے اور جس طرح اختلاف صلاحیت کی وجہ سے اثر میں کمی اور بیشی ہوتی ہے اسی طرح مفید اور مستفید کی اختلاف حالت کی وجہ سے بھی اثر میں کمی و بیشی ہوتی ہے۔ بہت کم مرتبہ والا عالی مرتبہ سے کم فائدہ اٹھاتا ہے اور اسی وجہ سے اسے اثر کم معلوم ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اثر کے مرتب ہونے کے لیے مفید اور مستفید میں مناسبت ضروری ہے جس قدر مناسبت زیادہ ہوگی اسی قدر مستفید کو فائدہ زیادہ ہوگا اور جس قدر مناسبت کم ہوگی اسی قدر فائدہ کم ہوگا اور مناسبت کے اسباب بعض تو ظاہر ہوتے ہیں اور بعض ایسے پوشیدہ ہوتے ہیں کہ سوائے اس علام الغیوب کے کوئی نہیں جان سکتا اسی سبب سے جو شقی القلب ہیں انہیں کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اگرچہ کیسے ہی کامل کی صحبت میں بیٹھیں یہی وجہ ہوئی کہ بہت کفار انبیائے کرام علیہم السلام کی صحبت میں ہوتے بھی ایمان نہ لائے ایسے لوگ اگرچہ بظاہر انسان ہیں مگر حقیقت میں وہ انسان نہیں ہیں۔

آنکہ می بینی خلاف آدم اند
نیست آدم بل غلاف آدم اند

الغرض اگر ایسا کامل ملے جس کی صحبت میں وہ اثر پایا جائے جس کا ذکر کیا گیا تو اس کی صحبت کو غنیمت جانے اور تمام اوراد و وظائف پر مقدم رکھے، مولانا روم فرماتے ہیں:

یک زمانہ صحبت با اولیا

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اور اگر صحبت میں اثر پائے مگر شریعت پر مستقیم دیکھے تو اس کی طرف حسن ظن رکھے اور اپنا قصور سمجھے اور اگر شریعت کا پابند نہیں ہے تو اگرچہ صاحب اثر ہو مگر اس سے پرہیز کرے کیونکہ اس میں خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنۡ اَوۡلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ۔ اس کے اولیاء پرہیزگار ہی ہوتے ہیں۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید

کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

مرشد کامل کی صحبت کے آداب

طالب کو چاہیے کہ جب ایسا مرشد کامل مل جائے تو اپنی نہایت خوش نصیبی سمجھے اور اس کی صحبت کے آداب کا نہایت لحاظ رکھے جو شرطیں مرید کے لیے ضرور ہیں ان کو اچھی طرح بجالائے ورنہ کامل کی صحبت بھی کچھ فائدہ نہ دے گی۔ اب میں چند آداب صحبت اور ضروری شرائط امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات اور دوسرے بزرگوں کے کلام سے نقل کرتا ہوں۔ اولاً وہ آداب لکھے جاتے ہیں جو مرید کو پیر کے ساتھ برتنا چاہئیں:

۱- یہ اعتقاد کرلے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری طرف توجہ کرے گا تو مرشد کے فیض و برکت سے محروم رہے گا۔

۲- ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اس کی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی ترازو یہی ہے۔

۳- مرشد جو کچھ کہے اسے بے تامل فوراً بجالائے۔ بغیر اجازت اس کے فعل کی اقتداء نہ کرے کیونکہ بعض وقت وہ اپنے حال اور مقام کے مناسب ایک کام کرتا

Marfat.com

ہے کہ مرید کو اس کا کرنا زہر قاتل ہے۔

۴- جو ورد و ظیفہ مرشد تعلیم کرے اسی کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو۔

۵- مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اسی کی طرف متوجہ رہنا چاہیے یہاں تک کہ سوائے فرض و سنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ بغیر اس کی اجازت کے نہ پڑھے۔

۶- حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سائے پر یا اس کے کپڑے پر پڑے۔

۷- اس کے مصلے پر پیر نہ رکھے۔

۸- اس کی طہارت اور وضو کی جگہ خود طہارت یا وضو نہ کرے۔

۹- مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لائے۔

۱۰- اس کے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پئے اور نہ وضو کرے۔ ہاں اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔

۱۱- اس کے روبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔

۱۲- جس جگہ مرشد بیٹھا ہو اس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو۔

۱۳- اور اس طرف منہ کر کے تھوکے بھی نہیں۔

۱۴- جو کچھ مرشد کہے یا کرے اس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے یا کہتا ہے وہ الہام سے کرتا اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا قصہ یاد کرے تمام جہان سے زیادہ بدنصیب وہ شخص ہے جو بزرگوں کی عیب بینی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمارے تمام محبوبوں اور دوستوں کو اس سخت بلا سے محفوظ رکھے، آمین۔

۱۵- اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔

۱۶- اگر کوئی شبہ دل میں گزرے تو فوراً عرض کرے اور اگر وہ شبہ حل نہ ہو تو

Marfat.com

اپنی فہم کا نقصان سمجھے اور اگر مرشد اس کا کچھ جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اس کے جواب کے لائق نہ تھا۔

۱۷- خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اس کی تعبیر ذہن میں آئے تو اسے بھی عرض کردے۔

۱۸- بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہ ہو۔

۱۹- مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور باواز بلند اس سے بات نہ کرے اور بقدر ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔

۲۰- مرشد کے کلام کو دوسروں سے صرف اس قدر بیان کرے جس قدر لوگ سمجھ سکیں اور جس بات کو ایسا سمجھے کہ لوگ نہ سمجھیں گے تو اسے بیان نہ کرے۔

۲۱- مرشد کے کلام کو رد نہ کرے' اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ یہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔

۲۲- کسی دوسرے کا پیام و سلام شیخ سے نہ کہے۔

۲۳- جو کچھ اس کا حال ہو بھلا یا برا اسے مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے۔ اطلاع کے بعد اس کی اصلاح کرے گا' مرشد کے کشف پر اعتماد کر کے سکوت اختیار نہ کرے۔

۲۴- جو کچھ فیض باطنی اسے پہنچے اسے مرشد کا طفیل سمجھے اگرچہ خواب میں یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے اگر دوسرے بزرگ سے فیضان کا ہونا دیکھے تو جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

الحاصل راہ سلوک بالکل ادب ہے اگر اس کا لحاظ نہ رکھے گا اور حتی الوسع ان کی رعایت نہ کرے گا اور بر تقدیر کامل رعایت نہ ہونے کے اپنے آپ کو قصوروار نہ سمجھے گا تو وہ بزرگوں کے فیض و برکت سے محروم رہے گا اور خدا تک ہرگز نہ پہنچے گا۔

کردم از عقل سوالے کہ بگو ایمان چیست؟
عقل درگوش دلم گفت کہ ایمان ادب ست!
ادب تاجیست از لطف الٰہی
بنہ بر سر برو ہرجا کہ خواہی

صحابہ رضی اللہ عنہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کا ادب

آداب مرشد کے جو بیان کیے گئے وہ مشائخ کی ایجاد نہیں ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے ہوتے آئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود یہ کہ اپنے اصحاب میں نہایت بے تکلف تھے مگر پھر بھی صحابہ رضی اللہ عنہ کے ادب کا یہ حال تھا کہ جب صحبت میں بیٹھتے تھے تو فرماتے ہیں: کَاَنَّ عَلٰی رُؤُسِنَا الطَّیْرُ۔ یعنی ایسے مودب ہو کر بیٹھتے تھے کہ بدن کو حرکت نہیں ہوتی تھی۔ اب اس ادب کو خیال کرلینا چاہیے۔ مشائخ کرام نے ایسے آداب کی تفصیل بیان کردی ہے۔

اہل اللہ کی مجلس کے آداب

وہ آداب جو دوسروں کے ساتھ برتنا چاہئیں' یہ ہیں:

۱- جس طرح مرشد کے حکم کا اتباع کرے اسی طرح اس کا اتباع کرے جو اس کا خلیفہ ہو یا اور جو اس سے پہلے مرید ہو چکا ہے۔ اگرچہ اس کے اعمال صالحہ ظاہری اس کے اعمال صالحہ سے کم ہوں یہ اتباع اس وقت ہے کہ وہ اگلا مرید حقیقی مرید ہو یعنی توبہ پر قائم ہو۔

۲- کسی پر غصہ نہ کرے کیونکہ غصہ سے ذکر کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔

۳- طالب علموں سے مناظرہ اور جھگڑا نہ کرے کیونکہ اس سے نسیان پیدا ہوتا

Marfat.com

ہے اور قلب میں کدروت آجاتی ہے اگر اتفاقاً کسی پر غصہ آجائے یا مناظرہ ہو پڑے تو فوراً استغفار کرے اور اس سے معافی چاہے اگرچہ حق ہی پر کیوں نہ ہو۔

۴۔ اور کسی کو نظر حقارت سے نہ دیکھے بلکہ اسے نیک و صالح گمان کرے اور دعا کا اس سے خواستگار ہو۔ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ اگر طالب اپنے آپ کو کافر فرنگ سے بدتر نہ سمجھے تو اس پر خدا کی معرفت حرام ہے۔

فائدہ چوتھا: مرشد کے آداب و حق استاد والدین سے بڑھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ "جامع الاصول" میں تاجیہ سے منقول ہے:

اِعْلَمْ اَنَّ مُکَافَاۃَ بَعْضِ حُقُوْقِ الشَّیْخِ لَا تَتَیَسَّرُ اِلَّا بِرِعَایَۃِ حُسْنِ الْاَدَبِ فَالتَّعْظِیْمُ فِی الطَّرِیْقَۃِ مِنْ مُعَظَّمَاتِ حُقُوْقِھِمْ وَالْاِھْمَالُ عَیْنُ التَّقْصِیْرِ وَالْخُسْرَانِ لِاَنَّ لَہٗ نِسْبَۃَ الْاُبُوَّۃِ الْمَعْنَوِیَّۃِ بَلْ قَالُوْا ھٰذِہِ النِّسْبَۃُ عِنْدَ اَھْلِ الْمَحَبَّۃِ وَالْعَارِفِیْنَ اَشْرَفُ وَاَعْظَمُ مِنْ نِسْبَۃِ الْاُبُوَّۃِ الظَّاھِرَۃِ انتھی۔

"مطالب رشیدی" میں ہے: مخفی مبادکہ آداب استاد و عالم و پدر و پیر و بزرگ یکساں ست۔ مُگر آداب و مقام پیر و مرشد از ہمہ بالاترست کہ پیر آں را می گویند کہ باوے بیعت کنند و ازوے تربیت شود و بدولت وے واصل بحق گردد ایں صفت نباشد مگر در پیراں کہ آں را مشائخ می نامند بخلاف دیگران کہ تعلیم علم ظاہر از عربی و فارسی وغیرہ می کنند یا ہنرے می آموزند پس کجا مرتبہ ایں اساتذہ و کجا مرتبہ آں مشائخ و

Marfat.com

مرتبہ پیر از پدر ہم زیادہ است کہ پدر پرورش بدن می کند و پیر پرورش روح و پدر از پسر خواہاں خدمت دنیا می باشد و اگر اندک قصور از وی شود ناخوش می شود و عاق می کند و پیر را سراپا شفقت با مرید می باشد و پروائے خدمت ظاہر از وے ندارد و ظاہر و باطن شفیق و متوجہ حال وے باشد می خواہد کہ در دنیا ہم بوی رنجے نرسد و در عاقبت ہم و از تقصیرات وے در می گزر دو مردودش تا مقد ور نمی کند پس آداب و حق وے را کہ بر ذمہ مرید باشد قیاس باید کرد و لحاظ آں باید داشت کہ پیر بجائے پیغمبر باشد زیادہ ازیں چہ گویم۔

در خانہ اگر کس ست یکحرف بس ست!

وصول الی اللہ محض عنایت خداوندی ہے

اس میں شبہ نہیں ہے کہ وصول الی اللہ محض خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ سوائے سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ کے تمام صوفیائے کرام کا یہی مسلک ہے۔ غور کرنا چاہیے کہ جب کوئی ادنیٰ شخص عالی مرتبہ سے ملنا چاہتا ہے تو کوئی صورت اس کی ملاقات کی نہیں ہو سکتی جب تک وہ عنایت و مہربانی اس کے حال پر نہ کرے۔ اس غریب کا اتنا ہی بس ہے کہ جاننے والے سے دریافت کر کے جس طرح ہو سکے اس کے دروازے تک پہنچ جائے اب اس سے ملاقات ہونا اسی پر

Marfat.com

موقوف ہے کہ وہ عالی مرتبہ اپنی مہربانی سے اسے اپنے پاس بلالے یا اس غریب کی خستہ حالی اور محنت و جانفشانی پر جو اس نے وہاں تک پہنچنے میں اٹھائی ہے ایسا رحم کرے کہ خود باہر نکل آئے اور اس سے ملے اور ہاتھ پکڑ کر اندر لے جائے۔ اس کے سوا کوئی صورت ملنے کی نہیں ہے پھر جب دنیا میں ادنیٰ امیر سے ملنا محض اس کی عنایت پر موقوف ہے کسی کی محنت و مشقت کام نہیں کرتی تو اس احکم الحاکمین مطلوب الواصلین کا ملنا بغیر اس کی کمال عنایت کے کیونکر ممکن ہے کہاں یہ بندہ ناچیز و ناپاک اور کہاں وہ مقدس عالی جناب سب عیبوں سے پاک ہے جس طرح اس نے محض اپنے فضل سے باوجود ان عیبوں کے اپنا بندہ بنالیا تو اگر وہ اپنی کمال عنایت اور وفور رحمت سے اپنی جناب میں کسی بندے کو باریابی دے تو کچھ بعید نہیں ہے۔

تو مگو مارا بدان شہ بار نیست
بر کریمان کارہا دشوار نیست

بندہ عیب دار کس نہ خرد
او بہ صد عیبہا خرید مرا

مجاہدہ و ریاضت ضروری ہے

مگر اس امر سے طالب یہ نہ سمجھے کہ مجاہدہ اور کوشش بیکار ہے جب اس کی عنایت ہوگی تو سب کچھ ہو جائے گا ایسا نہیں ہے بلکہ جان توڑ کے اس کی راہ میں جدوجہد کرنا چاہیے۔ اگلے بزرگوں کے حالات ملاحظہ کرو کہ کیسی کیسی محنتیں کی ہیں باوجودیہ کہ وہ بھی جانتے تھے کہ وصول الی اللہ محض اس کی عنایت پر موقوف ہے۔ اے طالب حق جس طرح کسی امیر کے در دولت تک پہنچنے میں اسے کوشش وسعی ضرور ہے اس کے بعد اس کا ملنا محض عنایت پر موقوف ہے۔ اسی طرح یہاں بھی

Marfat.com

ابتداء میں مجاہدہ ضرور ہے۔ خدا تعالٰی خود فرماتا ہے: وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ "اور جو کوشش کرتے ہیں ہمارے لیے انہیں بلاشبہ ہم پہنچادیتے ہیں اپنی راہوں تک"۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس درگاہ عالی جناب کی راہ پر پہنچنے کے لیے تو مجاہدہ ضرور ہے اب رہا اس راہ سے اس مطلوب حقیقی تک پہنچنا وہ اس کی عنایت پر موقوف ہے یہ امر دوسرا ہے کہ اس راہ تک پہنچنا بھی بغیر اس کی عنایت کے نہیں ہو سکتا مگر اس عنایت و شفقت میں بڑا فرق ہے جس طرح کوئی ضعیف و نادار یا پاؤں سے بیکار امیر عالی شان سے ملنا چاہے اور کچھ سامان نہ رکھتا ہو اور وہی امیر سامان سفر بھی مہیا کردے۔ تاہم اس غریب اس کے دربار تک پہنچنے کے لیے محنت و مشقت اٹھانا ضرور ہے اور بغیر محنت گوارہ کے سامان کیا کر سکتا ہے۔ بھلا اس مطلوب حقیقی کے وصول کے لیے اتنی تو محنت کرنا چاہیے جتنی ادنیٰ امیر کے ملنے کے لیے حاجت مند کرتے ہیں۔ اے طالب حق مستعد ہو جا اور اوہام شیطانی کو دخل نہ دے اور اس رباعی میں غور کر:

عرفی چه نشسته که یاران رفتند
ماندی تو پیاده و سواراں رفتند
بیخود چه فتادئه چو مرداں برخیز
غافل منشیں که ہوشیار ان رفتند

ہاں محنت و مشقت اسی قدر اور اسی طریق سے مفید ہے جس طریق سے واقف راہ بتائے ورنہ بیکار یا کوہ کندن اور کاہ بر آوردن کا مصداق ہوگا الحاصل طالب کو مجاہدہ ضرور ہے مگر اسی طریق سے جس طرح مرشد تعلیم کرے۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ سے کسی نے دریافت کیا کہ یہ امر بغیر مجاہدہ کے حاصل ہو سکتا ہے۔ فرمایا: کہ نہیں تین مرتبہ اس نے یہی سوال کیا، آپ نے یہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ اگر شاذ و نادر کسی کو بغیر مجاہدہ کے حاصل ہو گیا تو اس کی

Marfat.com

بقاء کے لیے مجاہدہ ضرور ہے تاکہ یہ حالت ملکہ راسخہ اور صفت لازمہ ہو جائے ورنہ یہ حالت ظلی اور انعکاسی باقی نہ رہے گی۔

استخارہ کی اہمیت

طالب کو چاہیے کہ کوئی کام بغیر استخارہ کے نہ کرے۔ خصوصاً جب کوئی امر مہم پیش آئے تو ضرور ہے کہ استخارہ کر لے۔ صوفیہ کرام نے لکھا ہے کہ شریعت و طریقت دونوں میں استخارہ اہم امور میں سے ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں قُلْ یَآاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھے اور بعد سلام یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ۔

اس دعا میں لفظ ھٰذَا الْاَمْرِ دو جگہ آیا ہے جب پڑھتا ہوا اس لفظ پر پہنچے تو جس امر کے لیے استخارہ کرتا ہے اس کا خیال دل میں لائے اور اسی طرف دل میں اشارہ کرے بہتر ہے کہ استخارہ تین مرتبہ یا سات مرتبہ کر لے اور اس میں خواب

Marfat.com

میں دیکھنا شرط نہیں ہے بلکہ قلب کا میلان کافی ہے۔ یعنی استخارہ کے بعد اگر قلب کا میلان اس کام کی طرف دیکھے تو کرے اور اگر قلب اس طرف سے ہٹ جائے تو نہ کرے اگرچہ مضمون دعا سے تو قلب کے میلان یا عدم میلان کی ضرورت بھی نہیں معلوم ہوتی بلکہ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ جو امر اس استخارہ کے بعد ظہور میں آئے گا وہ اس کے حق میں بہتر ہی ہوگا کیونکہ اس نے خدا سے مشورہ کرکے کیا ہے مگر ابن السنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت کی ہے اس سے اس کا ثبوت ہوتا ہے۔ وہ روایت یہ ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَا اَنَسُ اِذَا ھَمَمْتَ بِاَمْرٍ فَاسْتَخِرْ رَبَّکَ فِیْہِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْظُرْ اِلَی الَّذِیْ سَبَقَ اِلٰی قَلْبِکَ فَاِنَّ الْخَیْرَ فِیْہِ۔ "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے انس رضی اللہ عنہ جب تو کسی شئے کا قصد کرے تو اپنے پروردگار سے استخارہ کر اس امر میں سات مرتبہ پھر غور کر کہ تیرے دل میں کیا آیا بلاشبہ اس میں بہتری ہے"۔

استخارہ کے لیے بہترین وقت

اکثر صوفیہ کرام کا معمول رہا ہے کہ ہر روز بعد نماز اشراق استخارہ کرتے تھے۔ یعنی بطریق مذکور دوگانہ نفل پڑھ کر دعا کو اس طرح پڑھتے رہے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِیْعَ اُمُوْرِیْ وَ اَقْوَالِیْ وَ اَعْمَالِیْ وَ اَحْوَالِیْ وَ حَرَکَاتِیْ وَ سَکَنَاتِیْ وَ اَفْعَالَ

Marfat.com

الْخَلْقِ وَاَحْوَالِهِمْ وَحَرَكَاتِهِمْ وَسَكَنَاتِهِمْ مِنْ اَجْلِیْ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ جَمِیْعَ اُمُوْرِیْ وَ اَقْوَالِیْ وَ اَفْعَالِیْ وَ اَحْوَالِیْ وَ حَرَکَاتِیْ وَ سَکَنَاتِیْ وَ اَفْعَالِ الْخَلْقِ وَ اَحْوَالِهِمْ وَ حَرَکَاتِهِمْ وَسَکَنَاتِهِمْ مِنْ اَجْلِیْ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ۔ بعض برادران دینی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت قبلہ مد ظلہم نے ایک طریق استخارہ کا اس طرح ارشاد فرمایا کہ سونے کے وقت چار رکعت نماز پڑھے پہلی میں سورہ وَالشَّمْسْ، دوسری میں وَاللَّیْلِ، تیسری میں وَالضُّحٰی، چوتھی میں اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھے۔ بعد ازاں سو مرتبہ صَلٰوۃُ تُنْجِیْنَا پڑھ کر وہیں سو رہے۔ چہار شنبہ سے شروع کر کے جمعہ تک کرے، انشاء اللہ تعالیٰ حال معلوم ہو جائے گا۔

شاہ ولی اللہ دہلوی کا طریقہ استخارہ

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے "قول الجمیل" میں اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ اگر کوئی چاہیے کہ کسی امر کو خواب میں دیکھے تو وضو کر کے اور پاکیزہ کپڑے پہن کر قبلہ کی طرف منہ کر کے اور داہنے ہاتھ کو سر کے تلے رکھ کر لیٹے اور سات مرتبہ سورہ والشمس اور سات مرتبہ واللیل اور سات مرتبہ قل ہو اللہ یا سورہ والتین پڑھ کر یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ کَذَا وَکَذَا وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ

Marfat.com

اَمْرِیْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا وَّ اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَا اَسْتَدِلُّ بِہٖ عَلٰی اِجَابَۃِ دَعْوَاتِیْ۔ کذا و کذا کی جگہ اس مدعا کا نام لے جس کا انکشاف چاہتا ہے اگر پہلی رات کو خواب میں نہ دیکھے تو دوسری شب کو پھر کرے انشاء اللہ تعالیٰ سات روز کے اندر حال معلوم ہو جائے گا۔ مولانا نعیم اللہ رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے بسند صحیح پہنچا ہے کہ تین مرتبہ یا سات مرتبہ سورہ فاتحہ اور درود اول و آخر تین تین مرتبہ پڑھ کر لیٹ رہے اور پچیس مرتبہ یَا عَلِیْمُ عَلِّمْنِیْ وَ یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ پڑھے اور تین تین مرتبہ درود اول آخر پڑھ کر سو جائے، انشاء اللہ مطلوب کو خواب میں دیکھ لے گا اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ شب کو پڑھے بلکہ جس وقت چاہے پڑھ کر سو رہے حال معلوم ہو گا۔ اگر اور کچھ نہ دیکھے صرف روشنی اور سفیدی یا سبزی دیکھے تو معلوم کرے کہ یہ امر خیر ہے یا ہونے والا ہے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو سمجھے کہ یہ امر شر ہے یعنی برا ہے یا نہ ہو گا۔

یہ چند گذارشات میں نے بطور "مقدمہ ارشاد رحمانی" کے لکھی ہیں کیونکہ طالب کو ابتداء میں ان باتوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ رسالہ مذکور میں، میں نے تمام "مقامات نقشبندیہ" بیان نہیں کیے اس کی وجہ یہ ہے کہ مقصود اس سے مبتدیوں کی تعلیم ہے علاوہ اس کے اس زمانہ میں ہمتیں ایسی قاصر ہیں کہ کوئی اتنا بھی نہیں کرتا جتنا اس میں لکھا گیا۔ البتہ کتابوں میں مقامات دیکھ کر عوام پر فخر کرنے کو بیٹھ جاتے ہیں۔ صحیح طور پر قلب تک جاری نہیں ہوتا اور "حقیقت کعبہ" اور "حقیقت صلوٰۃ" میں مرید کو توجہ دے رہے ہیں۔ اس سے بجز مغالطہ دہی کے اور کیا حاصل ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

Marfat.com

معروف نعت گو شہزاد مجدّدی

کا اوّلین نعتیہ مجموعہ

طباعت کے مراحل سے گزر کر

حَرِیصٌ عَلَیْنَا

منظرِ عام پر آ چکا ہے

حاصل کرنے کیلئے:

1. قرطاس پبلشرز ۴۹۔ ریلوے روڈ، لاہور
2. کرم پبلیکیشنز: سرور مارکیٹ سرکلر روڈ لاہور
3. ضیاء القرآن پبلشرز اردو بازار
4. مکتبہ قادریہ اور مکتبہ نبویّہ گنج بخش روڈ
5. سُنّی لٹریری سوسائٹی

(مرکزی دفتر: 49- ریلوے روڈ، لاہور

8406

Marfat.com